بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اللہ نزل احسن الحدیث القرآن
بیاد
حضرت مولانا سید محمد داود غزنوی رحمہ اللہ
حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ
مرکزی جمعیۃ اہلحدیث پاکستان
ہفت روزہ اہلحدیث لاہور
مسلک اہلحدیث کا داعی
جلد: 48 | ۱۴ تا ۲۰ ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ 13 تا 19 جنوری 2017ء | شمارہ: 2

نیشنل ایکشن پلان
مذہبی قوتوں کو کمزور کرنے کے لیے بنایا گیا جس کے متوقع نتائج برآمد نہیں ہو سکے
امیر محترم پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ

دارِ ارقم
تذکرہ اسلام کی اوّلین درسگاہ کا!

تبرک
آثارِ سلف صالحین سے تبرک کی شرعی حیثیت!

جدید سائنسی علوم وفنون
مسلمانوں کی اس میں پسماندگی کے اسباب اور حل!

قرآن وسنت کی روشنی میں

اعلانِ وفات.....؟!

سجدۂ سہو کی بنیاد.....؟!

اشتراکی نظریہ کی کمزوری.....؟!

درس قرآن

جناب پروفیسر احمد حماد حفظہ اللہ

نافرمانی رب کریم

ارشاد باری: ﴿وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَ لَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝﴾ (النساء)

''اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس (کے ضابطوں) کی حدود سے باہر نکل جائے گا تو (اللہ) اسے دوزخ کی آگ میں داخل کریں گے جس میں وہ ہمیشہ پڑا رہے گا اور ایسے ہی لوگوں کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔''

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جہاں اپنی بندگی اور اطاعت میں رہنے پر انعام واکرام اور دنیوی واخروی خوش حالی اور نجات کا اعلان کر رکھا ہے وہیں اپنی نافرمانی اور عدم اطاعت پر وعید اور عذاب کی نوید سنائی ہے۔ کیونکہ انسان کے اردگرد اسی خالق کائنات کی نعمتوں اور نوازشوں کا ہی جال بچھا ہوا ہے۔ ان انعامات واحسانات پر اگر انسان شکر اور اطاعت کا رویہ نہیں رکھتا تو پھر عقلی اور دنیاوی قانون بھی اسی بات کا متقاضی ہے کہ ایسے شخص کو مزید خوشحالی (ذہنی سکون واطمینان) اور فراوانی نعمت کا کوئی حق نہیں۔ اسی لیے نہ صرف کافر بلکہ ایسے وہ مسلمان جو زبان سے بندگی رب کا اعلان تو کر دیتے ہیں لیکن ان کا عمل بالکل اس کے مخالف ہوتا ہے ان کے لیے دنیا میں بھی رسوائی اور ناکامی ہے:

﴿وَ اِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ وَ مَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ ۝﴾ (التوبة)

''اگر یہ (منافق) منہ موڑے رہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں دنیا وآخرت میں دردناک عذاب سے دوچار کریں گے اور روئے زمین پر ان کا کوئی حمائتی اور مددگار نہ ہوگا۔''

﴿قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝﴾ (آل عمران)

''آپ فرما دیجیے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اختیار کرو۔ اگر وہ روگردانی کریں تو یاد رکھیے کہ اللہ کافروں سے محبت نہیں کرتے۔''

انسان کی عدم اطاعت کا رویہ دو بنیادی وجوہات کی بناء پر ہوتا ہے:

(۱) رسوم ورواج ﴿وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَ لَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝﴾ (لقمان)

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی اتاری ہوئی وحی کی تابعداری کرو تو کہتے ہیں کہ ہم نے تو جس طریق پر اپنے باپ دادا کو پایا اسی کی تابعداری کریں گے (بھلا) چاہے شیطان ان کے بڑوں کو دوزخ کے عذاب کی طرف بلاتا ہو۔''

(۲) حب مال: ﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۚ وَ اِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۚ وَ اِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۝﴾ (العادیات)

''بے شک انسان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے اور وہ خود بھی اس پر گواہ ہے اور (اصل بات یہ ہے کہ) وہ مال سے محبت کے معاملہ میں بڑا سخت ہے۔''

بحیثیت مسلمان ہمیں ان دونوں کمزوریوں پر قابو پانے کی ضرورت ہے' اللہ کی اطاعت کے معاملہ میں یہی دونوں چیزیں انسان کی راہ میں رکاوٹ بنتی ہیں۔

درس حدیث

جناب پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی حفظہ اللہ

اللہ کی نافرمانی کی سزا

[عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِذَا رَأَيْتَ اللَّهَ يُعْطِي الْعَبْدَ مِنَ الدُّنْيَا عَلَى مَعَاصِيهِ مَا يُحِبُّ، فَإِنَّمَا هُوَ اسْتِدْرَاجٌ". ثُمَّ تَلَا رَسُولُ اللهِ ﷺ : ﴿فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ۝﴾] (رواه أحمد)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب آپ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اس کی نافرمانیوں کے باوجود اس کی پسندیدہ چیزیں مسلسل دیئے جا رہا ہے تو (سمجھ لیں) کہ وہ مہلت ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے ہی یہ آیت تلاوت فرمائی کہ ''جب وہ اس بات کو بھول گئے جس کی انہیں نصیحت کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے حتیٰ کہ جب وہ شادمانی میں تھے اس بنا پر جو انہیں دیا گیا' ہم نے انہیں یکدم پکڑ لیا پھر اس وقت وہ بالکل ناامید تھے۔''

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مختلف طریقے سے آزمائش کرتا ہے' کسی کو مال ودولت میں فراخی دے کر اور کسی کو تنگی دے کر، یہ اس کا نظام ہے جسے وہ خود ہی جانتا ہے، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک نیک انسان کسی نہ کسی پریشانی میں گھرا رہتا ہے اور ایک بدقماش' خدا کا باغی، ناز ونعمت میں زندگی بسر کرتا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے نافرمانوں سے خوش ہے اور اپنے نیک بندوں سے ناراض ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ وہ لوگوں کے کفر کرنے پر راضی نہیں ہوتا۔ نافرمانوں کو دنیاوی نعمتیں دینے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں تدریجاً یعنی آہستہ آہستہ جہنم کی طرف لے جا رہا ہے۔ نافرمانوں کو مہلت دینے کا مطلب ان کو اصلاح کے مواقع فراہم کرنا ہے، کبھی کوئی مشکل آئی اور پھر آسائش دے دی۔ اگر تو وہ سمجھ لے اور اپنی اصلاح کر لے تو وہ عذاب سے بچ جائے گا لیکن اگر اس نے خوشحالی کو اللہ کی نافرمانی میں گزارا تو اللہ تعالیٰ انہیں اچانک پکڑ لے گا پھر توبہ کی مہلت بھی نہیں ملے گی۔ اللہ ان لوگوں کی نافرمانی پر خوش نہیں ہوتا، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر اللہ تعالیٰ کو دنیا مچھر کے برابر بھی پسند ہوتی تو کافروں کو ایک گھونٹ پانی بھی نہ دیتا۔'' جو نعمتیں نافرمان بندوں کو مل رہی ہیں وہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نیکی کا بدلہ انہیں دنیا میں ہی دیئے جا رہا ہے ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ قرآن پاک کی آیت اس کی مزید وضاحت کر رہی ہے کہ کفار کو دی جانے والی نعمتیں ان کے لئے آہستہ آہستہ جہنم کا راستہ ہموار کر رہی ہیں اس لئے کہ وہ بھول چکے ہیں کہ ایک دن حساب کا بھی آنے والا ہے۔

11-1-17

بہت شور سنتے تھے.....!

کئی ہفتوں سے پیپلز پارٹی کے چیئرمین بلاول بھٹو زرداری بڑے طمطراق کے ساتھ مختلف تقاریب میں کہہ رہے تھے کہ ہم نے حکومت کو پانامہ لیکس کے حوالہ سے چار نکاتی شرائط پیش کر دی ہیں۔ اگر یہ چار نکات پر مشتمل ہمارا مطالبہ تسلیم نہ کیا گیا تو اس صورت میں ۲۷ دسمبر کے بعد ہم زبردست تحریک کا اعلان کریں گے۔ ادھر پی پی کے شریک چیئرمین آصف علی زرداری کی بھی پاکستان میں آمد کی خبریں آ رہی تھیں اور دوسری جماعتیں بھی ان کے آنے پر کسی اتحاد اور لوگ خاموشی کے بعد سیاست میں گرمیٔ بازار کے منتظر تھے۔ آخر ڈیڑھ سال کی خود ساختہ جلا وطنی کے بعد سابق صدر زرداری پاکستان پہنچ گئے۔ وہ لندن میں خود ساختہ جلا وطنی کے دن گزار رہے تھے۔ انہوں نے جانے سے قبل فوج کو للکارا تھا پھر وہ ڈیڑھ سال کے لیے منظر سے غائب ہو گئے اور پاکستان آنے کا نام ہی نہ لیا۔ جب جنرل راحیل شریف ۳۰ نومبر کو ریٹائر ہوئے تو آصف زرداری بھی پاکستان پہنچ گئے۔ مگر ۲۷ دسمبر کا جلسہ نہ کوئی سیاسی ہلچل پیدا کر سکا اور نہ ہی وہ اپنی پارٹی کو کوئی واضح پیغام دے سکے۔ صرف فرینڈلی اپوزیشن کے تاثر کو دور کرنے اور قومی اسمبلی میں پہنچنے کے لیے الیکشن میں حصہ لیں گے۔ الیکشن لڑنے کے اعلان کے بعد پیپلز پارٹی کے دو ممبران قومی اسمبلی ایاز سومرو اور عذرا افضل پلیجو اپنی نشستیں چھوڑ دیں گے۔ جہاں سے آصف زرداری اور بلاول الیکشن لڑیں گے۔ معلوم ہوا ہے کہ عمران خان بھی ان نشستوں پر اپنے امیدوار کھڑے کریں گے۔

بلاول بھٹو زرداری نے اپنے چار مطالبات منوانے کے لیے پورے ملک کا دورہ کرنے کا اعلان کیا ہے اور سیاسی کارکنوں کو تیار رہنے کا کہا ہے۔ یہ بھی کہا کہ وہ اس سلسلہ میں شہر شہر' گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ جائیں گے اور سیاسی لانگ مارچ کریں گے۔ سابق صدر آصف زرداری نے ۲۷ دسمبر کو اپنی تقریر میں کہا کہ پارلیمنٹ میں اس لیے نہیں آ رہا کہ نواز شریف کی حکومت چھینی ہے اور نہ کرسی چھینی ہے۔ ہر چیز کو زوال ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ ہماری آپ سے غریبوں' مزدوروں اور پاکستان کے لیے جنگ ہو گی۔ کرسیوں کے لیے جنگ نہیں ہو گی۔ مسٹر زرداری نے میاں صاحب پر الزام لگایا ہے کہ وہ اپنے وعدے پورے نہیں کر سکے۔

الیکشن میں حصہ لینا کوئی معیوب نہیں۔ اب جبکہ عام انتخابات اگلے سال ہونے والے ہیں انہیں اپنی جماعت کے لیے کام کرنا چاہیے۔ شاید مسٹر زرداری قومی اسمبلی میں پہنچ کر مقدمات سے بچنا چاہتے ہیں۔ وہ غریبوں اور مزدوروں کی بات کرتے ہیں۔ پیپلز پارٹی کے ہر دور میں غریبوں اور مزدوروں کا استحصال ہوا ہے۔ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے روٹی' کپڑا اور مکان کا دلفریب وعدہ کیا' اس کے دور میں اس وعدے کا جو حشر ہوا اس سے اہل وطن آگاہ ہیں۔ مسٹر زرداری نے یہ بھی کہا کہ ہماری جنگ پاکستان کے لیے ہو گی۔ مسٹر زرداری نے ایک وقت کہا تھا کہ ملک ٹوٹ رہا تھا اور میں نے پاکستان کھپے کہہ کر بچایا تھا۔ ذرا پارٹی کی تاریخ پر نظر ڈالیں کہ ۱۹۷۱ء میں اقتدار کی خاطر پیپلز پارٹی نے انتخابات کے نتائج کو تسلیم نہ کیا اور حقدار کو اس کا حق نہ ملا اور ملک دولخت ہو کر رہ گیا۔ مسٹر زرداری لوڈ شیڈنگ کی بھی بڑی باتیں کرتے رہے ہیں مگر وہ اپنے حالیہ دور میں بجلی کا ایک یونٹ بھی پیدا نہ کر سکے۔ اس طرح پنجاب میں پی پی کا تقریباً صفایا ہو چکا ہے۔ سندھ میں اقتدار اس کے پاس ہے مگر اندرون سندھ عوام کے مسائل جوں کے توں ہیں۔ عوام کو صاف پانی میسر نہیں۔ پھر صوبائی اسمبلی سندھ میں قبول اسلام کے لیے عمر کی شرط کے سلسلہ میں غیر شرعی بل منظور کر لیا ہے جس پر دینی حلقوں میں شدید اضطراب اور تشویش پائی جاتی ہے۔ اس بل کو واپس لے لینا چاہیے۔ پیپلز پارٹی کی قیادت میں اسلام سے محبت ہوتی تو سندھ اسمبلی میں یہ تبدیلیٔ مذہب کا بل منظور نہ ہوتا۔

فوج اور رینجرز کی قربانیوں سے کراچی میں بڑی حد تک امن قائم ہے۔ قبائلی علاقوں میں بھی دہشت گردی کا خاتمہ ہوا ہے۔ لوڈ شیڈنگ کے خاتمہ کے لیے جس انداز میں مسلم لیگ (ن) کی حکومت کوشاں ہے ان شاء اللہ اس میں کامیابی حاصل ہو گی۔ پی پی نے اگر رابطہ عوام کا پروگرام بنایا ہے تو قانون کے دائرے کے اندر رہ کر کام کریں۔

مدیر اعلیٰ
بشیر انصاری
ایم اے

مجلس ادارت
☆ جناب [illegible]
☆ جناب [illegible]

اس شمارہ میں

درس قرآن و حدیث	1
اداریہ	2
احکام و مسائل	4
قرآن دست میں منافقوں.....(خطبہ حرم)	6
تمرک کی شرعی حیثیت	10
دار ارقم.....اسلام کی پہلی دانشگاہ	12
پاکستان کی خارجہ پالیسی	16
جو عالم ایجاد میں ہے صاحب ایجاد	18
16 دسمبر 1971ء کا سانحہ	20
مولانا محمد رمضان یوسف سلفی	22
طب و صحت	23
رپورٹ: اجلاس AYF پاکستان	25
اخبار الجماعہ	26

ادارہ ہفت روزہ اہل حدیث لاہور
اور ترسیل زر [illegible]

پتہ ہفت روزہ "اہل حدیث" [illegible]
(المعروف بتی چوک) 106 [illegible] 54000
فون: 042-37720257 فیکس: 042-37725525
E-mail: weeklyahlehadith@yahoo.com

سالانہ زر تعاون [illegible]
میزان بینک برانچ کوڈ: 0211 [illegible] 01002702239

بدل اشتراک
سالانہ ..... 600/- روپے
ششماہی ..... 350/- روپے
بذریعہ وی پی ..... 650/- روپے
بیرونی ممالک سے ..... 6000/- روپے
فی پرچہ ..... 20/- روپے

[illegible] پروفیسر ساجد میر [illegible] کے لئے "دلکشر پرنٹ ان" [illegible] لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ [illegible] سے شائع کیا۔

عمران خان کی طرح دھرنوں سے ملک کا نقصان ہوتا ہے کیونکہ ۔

دہر میں عیش دوام آئین کی پابندی سے ہے　　موج کو آزادیاں سامان شیون ہو گئیں

نیشنل ایکشن پلان مذہبی قوتوں کو کمزور کرنے کے لیے بنایا گیا ہے۔ امیر محترم

فوجی عدالتیں ہمارے مسئلے کا مؤثر اور حقیقی حل نہیں' یہ سول عدالتوں کی توہین ہیں اور یہی وجہ ہے کہ متوقع نتائج برآمد نہیں ہو سکے

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے امیر سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ فوجی عدالتیں ہمارے مسئلے کا مؤثر اور حقیقی حل نہیں، فوجی عدالتیں سول عدالتوں کی توہین ہیں۔ملک کے مروجہ عدالتی نظام کو مضبوط اور بہتر کیا جائے۔فوجی عدالتوں کو مزید توسیع دینا درست نہیں ہو گا۔سویلین عدالتوں کے ججوں کی سلامتی کے حوالے سے جو تحفظات ہیں انھیں دور کیا جانا چاہیئے۔مرکزی دفتر میں کابینہ کے ارکان سے گفتگو کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ نیشنل ایکشن پلان مذہبی قوتوں کو کمزور کرنے کے لیے بنایا گیا' یہی وجہ ہے کہ اس کے متوقع نتائج برآمد نہیں ہو سکے۔ان عدالتوں کے قیام اور ان میں چلائے جانے والے مقدمات میں مبینہ طور پر انصاف کے تقاضے پورے نہیں کیے گئے۔انہوں نے کہا کہ ملک میں سویلین عدالتی نظام کو مزید مستحکم بنانے کی ضرورت ہے۔جہاں ملزم خوف کے عالم میں پیش ہو، یہ بھی انصاف کے تقاضوں کے خلاف ہے۔سویلین عدالتوں میں بھی مقدمات چلتے رہیں اور ایسا نہیں کہ عدالتیں خوف کی وجہ سے فیصلے نہیں کریں گی۔ ساجد میر کا کہنا تھا کہ اگر سول عدالتوں کے ججوں کو سکیورٹی کا مسئلہ ہے تو انہیں پاک فوج کی سکیورٹی فراہم کی جائے۔انہوں نے کہا کہ فوجی عدالتوں کا قیام درحقیقت ملک میں متوازی عدالتی نظام لانے کے مترادف ہے۔۔آپریشن ضرب عضب سے ملنے والی کامیابیوں کو جاری رکھنے کیلئے مروجہ عدالتی نظام میں بہتری لانے کی تدبیر کی جائے جس سے متاثرہ افراد کو بروقت فوری اور بے لاگ انصاف کی فراہمی یقینی بنائی جا سکے اور انصاف کا بول بالا ہو۔

آصف زرداری پارلیمنٹ میں آکر بتائیں کہ بے نظیر کے قاتل کیوں نہیں پکڑے۔ امیر محترم

جمہوریت شائستگی اور برداشت سکھاتی ہے' زرداری نے اپنے اکلوتے بیٹے کے نعروں اور دعوؤں کو ہوا میں اُڑا کر اسے مذاق کا باعث بنایا

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے امیر سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ آصف زرداری پارلیمنٹ میں ضرور آئیں اور قوم کو بتائیں کہ انہوں نے محترمہ بے نظیر بھٹو کے قاتل کیوں نہیں پکڑے۔سیاستدانوں کی بڑھکوں اور بدعنوانیوں کے باعث عوامی حلقوں میں جمہوریت پر اعتماد اٹھتا جارہا ہے۔ اپنے ردعمل میں ان کا کہنا تھا کہ جمہوریت شائستگی اور برداشت سکھاتی ہے۔ زرداری نے اپنے اکلوتے بیٹے کے نعروں اور دعووں کو ہوا میں اڑا کر اسے مذاق کا باعث بنایا۔جمہوریت میں ووٹ کے ذریعے ہی سبق سکھایا جاتا ہے اور کون ملک کے لیے صحیح ہے اور کون غلط اسکا فیصلہ صرف عوام کرسکتے ہیں۔دھمکانے اور الٹانے کی باتیں غیر جمہوری اور غیر مہذب ہیں۔انہوں نے کہا کہ پیپلز پارٹی کے کارکن سوال کریں کہ بے نظیر کے قاتل زرداری حکومت میں کیوں بے نقاب ہو سکے۔ انہوں نے مزید کہا کہ زرداری کی سیاست نے بھٹو خاندان کی رہی سہی ساکھ کو بھی تباہ کیا۔سرے محل اور سوئس اکاؤنٹس کی بازگشت ابھی عوام کے ذہنوں سے محو نہیں ہوئی۔ پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ کرپشن اور بدعنوانی پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہی جمہوریت کے نام پر اس سے آنکھیں چرائی جاسکتی ہیں۔ پارلیمان ہی مسائل حل کرنے اور معاملات طے کرنے کا فورم ہے۔سڑکوں پر مسائل حل نہیں ہوتے بلکہ کشیدگی اور تلخی میں اضافہ ہوتا ہے۔

ظلم جہاں بھی ہو قابل مذمت ہے شام میں مظالم پر مسلم ممالک میں ردعمل موجود ہے۔

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ شام میں ڈھائے جانے والے مظالم پر دنیا کی خاموشی پر مسلم ممالک میں ردعمل موجود ہے۔ ردعمل میں اگر کوئی ہتھیار اٹھا رہا ہے تو وہ غلط ہے، تاہم ظلم اور ناانصافی جہاں بھی ہو قابل مذمت ہے۔شدت پسندی اور دہشت گردی کے عوامل کا جائزہ لینا ہو گا۔مرکزی دفتر میں مرکزی عہدیداروں کے مشاورتی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ ترکی میں ہونے والے واقعات کی ہم مذمت کرتے ہیں۔ایک منصوبہ بندی کے تحت ترکی میں دہشت گردی کروائی جارہی ہے۔ کیونکہ ترکی نے ہمیشہ مظلوم مسلمانوں کا ساتھ دیا۔جس کی اسے سزا دی جارہی ہے۔شدت پسند گرہوں کی تخریبی کارروائیوں کو اسلام کے ساتھ جوڑ کر اسلام کو بدنام کیا جارہا ہے حالانکہ اسلام امن کا دین ہے۔عالمی سطح پر مسلمانوں کے خلاف منفی جذبات کو ابھارا جارہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلم ممالک خود دہشت گردی کا شکار ہیں،علماء دہشت گردی کو اسلام کے ساتھ جوڑنے کی سازش کو ناکام بنائیں۔انہوں نے کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ تمام ممالک عالمی سطح پر داعش و دیگر شدت پسند تنظیموں کے خلاف بلا امتیاز کارروائی کریں اور دہشت گردی کے خطرات سے نمٹیں۔ اسلام امن کا دین ہے اس کا شدت پسندی اور دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں' جو لوگ ایسا کر رہے ہیں انہیں علماء اسلام کے دشمن قرار دے چکے ہیں۔

احکام و مسائل

ابو محمد عبدالستار حماد
مرکز الدراسات الاسلامیہ
Mob: 0300-4178626 - 065-2663317
Email: markaz.dirasat@gmail.com

اعلان وفات

سوال ہمارے ہاں مساجد میں اعلان فوتیدگی کیا جاتا ہے' جبکہ اس قسم کے اعلان کے متعلق احادیث میں ممانعت آئی ہے' کیا شرعی طور پر کسی کے مرنے پر اس کی وفات کا اعلان کیا جا سکتا ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

جواب احادیث میں کسی کے مرنے کے بعد جس اعلان سے منع کیا گیا ہے' اس سے مراد یہ اعلان ہے کہ دور جاہلیت میں جب کوئی آدمی مر جاتا تو چند افراد کو مقرر کیا جاتا تھا' وہ بازاروں اور گلی کوچوں میں گھوم پھر کر اس کی وفات کا رو رو کر اعلان کرتے' اعلان میں مرنے والے کے اوصاف حمیدہ کا بھی بیان ہوتا' پھر مرنے والا جتنی اہم شخصیت کا حامل ہوتا اتنا ہی زیادہ اہتمام کیا جاتا۔ اسے عربی زبان میں ''نعی'' کہتے ہیں۔ اس قسم کے اعلان سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں' آپ ﷺ نے فرمایا: ''نعی سے اجتناب کرو کیونکہ یہ جاہلیت کا وطیرہ ہے۔'' (ترمذی' الجنائز: ۹۸۴)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے پہلے اسی قسم کے اعلان سے منع فرمایا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے بارے میں کسی کو اطلاع نہ دی جائے کیونکہ ایسا کرنے سے ''نعی'' کا اندیشہ ہے اور اس عمل سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔'' (ابن ماجہ' الجنائز: ۱۴۷۶)

سادہ طریقے سے کسی کے مرنے کی دوسروں کو اطلاع دینا جائز ہے تاکہ اس کے کفن دفن کا اہتمام کریں اور نماز جنازہ میں شرکت کر سکیں۔ چنانچہ جب حبشہ میں حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مدینہ طیبہ میں خود اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کی وفات کے متعلق آگاہ فرمایا اور غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔'' (بخاری' الجنائز: ۱۳۳۵)

امام بخاریؒ نے اس حدیث پر بایں الفاظ عنوان قائم کیا ہے: ''جو شخص میت کے عزیزوں کو اس کے مرنے کی خود اطلاع دے۔'' (بخاری' الجنائز: باب نمبر ۴)

جنگ موتہ میں سیدنا زید' سیدنا جعفر طیار اور سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کے شہید ہونے کی اطلاع دی گئی تھی۔ (بخاری' الجنائز: ۱۲۴۶)

متعدد احادیث سے موت کے اعلان کے متعلق تین حالتیں اخذ کی جا سکتی ہیں:

- تکبر و ریاء اور فخر و غرور کے لیے دوسروں کو اطلاع دینا ناپسندیدہ عمل ہے۔
- ایسی اطلاع جس میں نوحہ ہو وہ حرام اور خلاف شریعت ہے۔

نوحہ سے مراد یہ ہے کہ مرنے والے کے اوصاف و شمائل کو گن گن کر با آواز بلند بین کرنا اور عمدہ کارناموں کو یاد کر کے چیخ و پکار کرنا' ایسا کرنا ناجائز اور حرام ہے۔

ہمارے رجحان کے مطابق سادہ طریقہ سے فوتیدگی کا اعلان کیا جا سکتا ہے تاکہ لوگ بکثرت نماز جنازہ میں شریک ہوں اور زیادہ سے زیادہ موحدین اس کی مغفرت کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ نیز اس کی تجہیز و تکفین اور تدفین کا بندوبست بھی کیا جا سکے۔ واللہ اعلم!

سجدہ سہو کی بنیاد

سوال بعض اوقات امام دوران نماز سجدہ سہو کرتا ہے' شرعی طور پر اس کی کیا حیثیت ہے اور سجدہ سہو کب کیا جاتا ہے؟ کیا رسول اللہ ﷺ سے سجدہ سہو ثابت ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں وضاحت کریں۔

جواب لغوی طور پر سہو کا معنی ''بھول جانا' غافل ہو جانا یا دل کا کسی دوسری جانب متوجہ ہو جانا ہے۔'' شریعت کی اصطلاح میں سجدہ سہو سے مراد وہ دو سجدے ہیں جو دوران نماز میں بھول کر کمی بیشی ہو جانے کی صورت میں کیے جاتے ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے نماز میں واقع ہونے والے نقص کی تلافی کے لیے دو سجدوں کو مشروع قرار دیا ہے۔ شرعی طور پر اس کے تین اسباب حسب ذیل ہیں:

- بھول کر نماز میں کمی کر دینا جیسے نماز ظہر میں چار رکعات کی بجائے دو رکعات پر سلام پھیر دینا۔
- بھول کر نماز میں اضافہ کر دینا جیسے ظہر کی چار رکعات کی بجائے پانچ رکعات پڑھ دینا۔

دوران نماز شک و شبہ میں مبتلا ہو جانا کہ تین رکعت پڑھیں یا چار۔

چونکہ رسول اللہ ﷺ ایک انسان تھے اور بحیثیت انسان آپ بھی دوران نماز میں بھول جاتے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے خود فرمایا ہے: ''میں بھی ایک انسان ہوں' تمہاری طرح بھول کا شکار ہو جاتا ہوں' اس لیے اگر میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دہانی کروا دیا کرو۔'' (بخاری' الصلوٰۃ: ۴۰۱)

رسول اللہ ﷺ عمر بھر میں دوران نماز پانچ مرتبہ بھول کا شکار ہوئے ہیں' اس کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول اللہ ﷺ کے ذریعے سے عملی طور پر ہماری رہنمائی فرماتے' کتب احادیث میں آپ کے دوران نماز بھول جانے کی تفصیل حسب ذیل ہے:

- نماز عصر میں چار کی بجائے دو رکعت پر سلام پھیر دیا۔ (بخاری' السہو: ۱۲۲۹)
- نماز ظہر میں چار کی بجائے پانچ رکعات پڑھا دیں۔ (بخاری' السہو: ۱۲۲۶)
- نماز ظہر میں درمیانہ تشہد پڑھے بغیر تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہو گئے۔ (بخاری' السہو: ۱۲۲۵)
- نماز عصر میں تین رکعات پڑھ کر سلام پھیر دیا۔ (مسلم' المساجد: ۱۲۹۳)
- نماز مغرب میں دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا۔ (بخاری' السہو: ۱۲۲۷)

الغرض سجدۂ سہو کے احکام انتہائی اہمیت کے حامل ہیں' بعض حضرات ایسے مقام پر سجدہ سہو چھوڑ دیتے ہیں جہاں اس کا ادا کرنا ضروری ہوتا ہے اور بعض دفعہ ایسی جگہ سجدہ سہو کر دیا جاتا ہے جہاں قطعاً اس کی ضرورت نہیں ہوتی' نمازی انسان کو اس کے احکام و مسائل سے آگاہی انتہائی ضروری ہے۔ واللہ اعلم!

اشتراکی نظریہ کی کمزوری

سوال اشتراکی ذہن رکھنے والے لوگ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کے مال و دولت کے متعلق موقف سے اشتراکیت ثابت کرتے ہیں' ایسے لوگوں کو کیسے خاموش کرایا جا سکتا ہے؟ نیز یہ لوگ قرآن کریم کی ایک آیت کا بھی حوالہ دیتے ہیں' اس کی وضاحت مطلوب ہے۔

جواب سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا مال و دولت کے متعلق یہ موقف تھا کہ ضروریات سے زیادہ سرمایہ رکھنا شرعاً درست نہیں بلکہ ایسا کرنا ''کنز'' ہے جس پر قرآن کریم میں وعید آئی ہے' وہ اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لیے درج ذیل آیت کا حوالہ بھی دیتے تھے: ''لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں کیا خرچ کریں' ان سے کہہ دیں کہ جو کچھ ضرورت سے زائد ہو وہ اللہ کی راہ میں خرچ کر دو۔'' (البقرہ: ۲۱۹)

اشتراکی ذہن رکھنے والے حضرات نے آیت میں لفظ ''العفو'' کے مفہوم کو بہت غلط معنی پہنائے ہیں۔ اس نظریے کے مطابق ہر چیز کی مالک حکومت ہوتی ہے اور اشتراکی حکومت میں انفرادی ملکیت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ایسی حکومت لوگوں کے لیے روٹی' کپڑے اور مکان کا بندوبست کرتی ہے اور لوگ جو کچھ کماتے ہیں وہ حکومت کو دینے کے پابند ہوتے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی کی ذاتی ملکیت ہی نہیں تو وہ پس انداز کیا کرے گا اور خرچ کیا کرے گا اور انفاق فی سبیل اللہ کے متعلق کیا پوچھے گا؟ گویا جس آیت سے اشتراکی نظریہ کشید کرنے کی کوشش کی جاتی ہے وہی آیت اس نظریے کی تردید پر بڑی واضح دلیل ہے۔ کیونکہ آیت سے واضح ہوتا ہے کہ سوال کرنے والے خود اپنے اموال کے مالک تھے اور اپنی مرضی ہی سے ان میں تصرف کرنے کی قدرت رکھتے تھے۔ انہوں نے اس وقت سوال کیا تھا جب جہاد کے لیے مصارف کی شدید ضرورت تھی۔ جیسا کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ دوران سفر فرمایا: ''جس کے پاس زائد سواری ہو وہ دوسرے کو دے دے جس کے پاس سواری نہیں اور جس کے پاس زائد زادِ راہ ہے وہ اسے دے دے جس کے پاس زادِ راہ نہیں۔''

الغرض آپ ﷺ نے مال کی ایک ایک قسم اس انداز سے ذکر فرمائی کہ ہم سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ ہمیں تو اپنے زائد مال میں کوئی حق نہیں۔ (صحیح مسلم' اللقطۃ: ۴۵۱۷)

ایسے حالات میں بھی اللہ تعالیٰ نے حکومت کو یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ لوگوں سے ان کے تمام مال چھین لے بلکہ مسلمانوں کی تربیت اس انداز سے کی جا رہی ہے کہ وہ اپنے اختیار و ارادہ سے اپنا سارا مال دے دیں تو یہ سب سے بہتر ہے لیکن جو مسلمان ایسے حالات میں اپنا سارا زائد مال نہیں دے سکتے یا نہیں دینا چاہتے ان پر کوئی پابندی نہیں عائد کی گئی۔ جبکہ اشتراکی نظریہ اس کے برعکس ہے جو عام حالات میں بھی لوگوں کو حق ملکیت سے محروم کر دیتا ہے۔ لہٰذا اس آیت کریمہ سے اشتراکی نظریہ کی کوئی گنجائش نہیں نکلتی۔ باقی رہا سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا موقف' اس سے جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اختلاف کیا ہے چنانچہ آیت کنز کے متعلق سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ حکم شروع اسلام میں تھا' جب زکوٰۃ فرض ہوئی تو اسے منسوخ کر دیا گیا۔ (بخاری' الزکوٰۃ: ۱۴۰۴)

دراصل سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ' رسول اللہ ﷺ سے جب کوئی حدیث سنتے جس میں کوئی سخت حکم ہوتا تو اسے اپنی قوم کو پہنچا دیتے' اس کے بعد اگر کوئی نرمی آجاتی تو آپ پہلے حکم پر ہی عمل پیرا رہتے جیسا کہ مال جمع کرنے کے متعلق ان کا موقف ہے اور جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے تسلیم نہیں کیا۔ واللہ اعلم!

قرآن وسنت میں منافقوں کی علامتیں

امام مسجد الحرام
فضیلۃ الشیخ
ڈاکٹر خالد الغامدی حفظہ اللہ

مترجم: جناب محمد اجمل بھٹی
نظر ثانی: جناب حافظ یوسف سراج
تاریخ: 01 ربیع الثانی 1438ھ/30 دسمبر 2016ء

برادرانِ اسلام! دورِ حاضر میں امت محمدیہ کی تقدیر کچھ ایسی ہے کہ دنیا کے چاروں طرف سے دشمنانِ اسلام ان پر حملہ آور ہیں۔ ان کے وسائل لوٹنے کیلئے ایک دوسرے کو بلا رہے ہیں۔ انہیں تباہ و برباد کرنے اور ان کی ترقی و خوشحالی کو روکنے کے لیے مل کر شانہ بشانہ کام کر رہے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہے کہ اس نے امت محمدیہ کے دشمنوں کو بالکل واضح کر دیا ہے اور امت کو ان کے بارے میں خوب خبردار کر دیا ہے۔ ان کے مکر، فریب اور سازشوں کے پردے فاش کر دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا ہے کہ امت اسلامیہ کے دشمن دو قسم کے ہیں۔

واضح کافر، ان کی دشمنی کھلی ہے، ان کی سازشیں ظاہر ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الْكَافِرِينَ كَانُوا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِينًا ۝﴾ (النساء)

''بلاشبہ کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں۔''

یعنی ان کی دشمنی بالکل واضح ہے، یہ وہ صریح کافر ہیں جنہیں پہچاننے میں امت کو کوئی خاص مشکل نہیں ہوتی، ان کے شر سے بچنے میں کوئی دقت نہیں کیونکہ یہ بالکل واضح اور کھلے دشمن ہیں۔ لیکن عہد نبوی سے لے کر آج تک امت اسلامیہ نے جس تلخ دشمنی کا مزہ چکھا ہے وہ شدید ترین دشمنی منافقین کی دشمنی ہے۔ یہ امت کے حقیقی دشمن ہیں۔ دو رنگے اور دھوکے باز۔ یہ امت کے دین، عقیدے، وحدت اور اتفاق کو اپنے زہر آلود خنجروں سے زخمی کر رہے ہیں۔ یہ مکر و فریب سے مسلمانوں کے بارے میں مصیبتوں کے خواہش مند ہیں۔ وہ فتنوں کو بھڑکانا اور بدامنی پھیلانا چاہتے ہیں۔ ان کی دشمنی اور سازشیں جاری رہیں گی حتی کہ منافقت کا سردار کانا مسیح دجال اور اس کے ہمنوا منافق اور یہودی رونما ہو جائیں گے۔ اللہ مسیح دجال کو حق و ہدایت کے مسیح عیسیٰ ابن مریم کے ہاتھوں ہلاک کریں گے۔ (اللہ کی رحمت و سلامتی ہو ان پر اور ہمارے نبی مکرم ﷺ پر۔)

بندگانِ الٰہی! رسول اللہ ﷺ کے مکی دور میں منافقین کے پیدا ہونے کی کوئی وجہ نہ تھی کیونکہ اس وقت کافروں کی دشمنی کھلی اور واضح تھی۔ منافقین کا گروہ غزوہ بدر کے بعد پیدا ہوا۔ جب یہودیوں اور بیمار دل والوں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کا معاملہ مضبوط ہو رہا ہے اور اسلام کا جھنڈا لہرانا شروع ہو گیا ہے تو انہیں اپنی جان کی فکر ہونے لگی۔ اس موقع پر یہودیوں کے گروہ نے اپنے خفیہ دوستوں کو منافقانہ منصوبہ پیش کیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا:

ان کے برے کردار، بداعمالیوں اور امت کے لیے برے منصوبوں کی وجہ سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس خفیہ گروہ کو خود رسوا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے خطرے، علامات، صفات، ان کے کردار کی خصوصیات اور ان کی تحریکوں کے اسباب خود بیان کیے ہیں۔

﴿وَقَالَت طَّائِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمِنُوا بِالَّذِي أُنزِلَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوا آخِرَهُ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝﴾ (ال عمران)

''اہل کتاب میں سے ایک گروہ کہتا ہے کہ اس نبی کے ماننے والوں پر جو کچھ نازل ہوا ہے اس پر صبح ایمان لاؤ اور شام کو اس سے انکار کر دو، شاید اس ترکیب سے یہ لوگ اپنے ایمان سے پھر جائیں۔''

اس طرح نفاق کا پہلا شعلہ بھڑک اٹھا اور نفاق کا پہلا پودا کاشت کر دیا گیا۔ اس طرح بیماریوں میں مکر و فریب کے ساتھ یہودیوں کا خبیث درخت پروان چڑھا۔ حتی کہ نفاق غداروں اور کینہ پرور لوگوں کا محبوب طریقہ بن گیا۔ وہ نفاق کے سائے تلے اکٹھے ہوئے تاکہ امت کی پیٹھ میں چھرا گھونپ سکیں اور امت اسلامیہ کے عقیدے اور وسائل کے لیے صریح کافروں سے بڑھ کر دشمن اور خطرہ بن سکیں۔

ان کے برے کردار، بداعمالیوں اور امت کے لیے برے منصوبوں کی وجہ سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس خفیہ گروہ کو خود رسوا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے خطرے، علامات، صفات، ان کے کردار کی خصوصیات اور ان کی تحریکوں کے اسباب خود بیان کیے ہیں۔ ان کے ساتھ تعلقات کیسے ہوں گے؟ اس بارے میں قرآن مجید کی محکم آیات میں بیان ہوا ہے۔ گویا وہ آیات منافقین کو راکھ بنا دینے والی بجلیاں ہیں، جو ان کے پردے جلا رہی ہیں۔

یہ تروتازہ اور زندہ آیات یوں لگتا ہے گویا آج ہی نازل ہوئی ہیں۔ ان کے معانی جاری و ساری ہیں۔ جیسا کہ سورۂ بقرہ کی ابتدا میں تیرہ آیات میں منافقین کا حال بیان ہوا ہے۔ سورۂ آل عمران، سورۂ انفال، سورۂ احزاب، سورۂ محمد، سورۂ فتح، سورۂ حدید، سورۂ مجادلہ، سورۂ حشر، سورۂ منافقون میں بیان ہوا ہے اور سورۂ توبہ میں اللہ نے ان کا حال بڑا کھول کر بیان کیا ہے۔ حتی کہ اس سورت کو ''منافقین کو رسوا کرنے والی سورت'' کا نام دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں بار بار ان کی صفات بیان کی ہیں۔ حتی کہ صحابہ سمجھنے لگے کہ اس سورت نے ہر منافق کا حال بیان کر دیا ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی صفات اور ان کی شخصیات کی علامتیں اور ان کے ساتھ برتاؤ کے طریقے بڑے واضح انداز میں بیان کیے ہیں۔ آپ نے زبانی اور عملی بیان کے ذریعے انہیں خوب واضح کر دیا ہے۔ آپ کی عملی سیرت سے سنت نبوی کی کتابیں لبریز ہیں۔ آپ نے یہ سب مسلمانوں کو تنبیہ کرنے کے لیے بیان کیا ہے۔ نفاق کے شدید خطرے سے بچاؤ کے لیے بیان کیا ہے۔ بلاشبہ منافقین ہی حقیقی دشمن ہیں۔ ان سے بچو، اللہ انہیں برباد کرے یہ کہاں بھٹکتے پھرتے ہیں۔

برادرانِ اسلام! اللہ کے رسول ﷺ نے جس نفاق

کی مذمت کی ہے، اس کی دو قسمیں ہیں:

نفاق کی حقیقت اور اصلیت یہ ہے کہ انسان کی باطنی اور ظاہری حالت مختلف ہو۔ اگر اندر اور باہر کا یہ اختلاف اس حد تک پہنچ جائے کہ کوئی شخص ظاہری طور پر اسلام ایمان اور عقیدے کا اظہار کرے اور دل میں کفر اور باطل عقائد رکھے تو یہ اعتقادی نفاق اکبر ہے۔ اس سے وہ شخص کافر ہو جاتا ہے۔ یہ وہ منافق ہیں جو زبانی ایمان لے آتے ہیں اور ان کے دل کافر رہتے ہیں۔ ان کی کچھ علامات و صفات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بڑی واضح بیان کر دی ہیں۔ ان کی یہ علامات ان کی گفتگو اور عمل سے واضح ہو جاتی ہیں۔ جب یہ اپنے ہمنواؤں کے ساتھ علیحدگی میں ہوتے ہیں تو یہ علامات خوب کھل جاتی ہیں۔ قرآن مجید نے ان کے نام بیان نہیں کیے بلکہ ان کی صفات، افعال اور علامات ہی بیان کی ہیں۔ یہ قرآن مجید کا انوکھا اور عظیم ترین اسلوب ہے۔ جس کے اثرات دیرپا ہیں اور انجام کار بہترین ہے۔ کیونکہ نفاق کسی دور اور عہد کے ساتھ خاص نہیں کہ اس دور کے خاتمے پر یہ ختم ہو گیا ہو بلکہ نفاق کی مثالیں ہر دور اور ہر علاقے میں پیش آتی رہیں گی۔

ان منافقین کی کئی اقسام ہیں: کچھ وہ ہیں جو اسلام، شعائر اسلام اور مسلمانوں کو ناپسند کرتے ہیں وہ کافروں کی عدالتوں سے فیصلے کراتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝﴾ (النور)

''جب ان کو بلایا جاتا ہے اللہ اور رسول کی طرف، تاکہ رسول ان کے آپس کے مقدمے کا فیصلہ کرے تو ان میں سے ایک فریق کترا جاتا ہے۔''

کچھ وہ ہیں جو اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی مکمل یا جزوی طور پر تکذیب کرتے ہیں۔ وہ اسلام اور مسلمانوں کی مدد کرنے کا اظہار کرتے ہیں۔ حالانکہ درحقیقت وہ مسجد ضرار تعمیر کرنے والوں جیسے منافق ہیں۔ وہ اپنے دلوں میں مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لیے خالص کفر، دھوکہ دہی اور خیانت کو چھپائے ہوتے ہیں۔ کچھ وہ ہیں جو اپنی گفتگو اور اعمال کے ذریعے سے نبی کریم ﷺ کو اذیت پہنچاتے ہیں۔ آپ سے نفرت کرتے ہیں اور آپ کا مذاق اڑاتے ہیں۔ آپ کی سنت اور سیرت پر طعن وتشنیع کرتے ہیں۔ سنت پر عمل کرنے والوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔ خصوصاً صحابہ کرام میں سے خلفائے راشدین اور امہات المومنین کو اپنے طعن وتشنیع کا نشانہ بناتے ہیں اور دیگر صحابہ کرام کا بھی مذاق اڑاتے ہیں۔

کچھ وہ منافق ہیں جو اسلام اور مسلمانوں کی کامیابی کو ناپسند کرتے ہیں۔ انہیں مسلمانوں پر نازل ہونے والی ان کے رب کی رحمتیں سخت ناپسند ہیں' وہ کسی مومن کے احسان اور عہد کی پاسداری نہیں کرتے۔ وہ مسلمانوں کی شکست پر خوش ہوتے ہیں۔ دشمنانِ اسلام کے غلبے، مسلمانوں کی قتل و غارت اور تباہی و بربادی پر خوشیاں مناتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚ وَ مَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ﴾ (ال عمران: 118)

''ان کے دل کا بغض ان کے منہ سے نکلا پڑتا ہے اور جو کچھ وہ اپنے سینوں میں چھپائے ہوئے ہیں وہ اس سے شدید تر ہے۔''

وہ مسلمانوں کے بارے میں دشمنی کی وجہ سے اپنی انگلیاں دانتوں سے چباتے ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ مسلمان بھی ان کی طرح کافر ہو جائیں۔ مسلمانوں کو نعمت ملے تو انہیں تکلیف ہوتی ہے۔ اگر مسلمان کو تکلیف پہنچے تو وہ خوش ہوتے ہیں۔

کچھ وہ ہیں جو مسلمانوں پر مصیبتوں کے منتظر رہتے ہیں وہ انہیں فتنوں کا شکار دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ وہ مسلمانوں کو ناکام کرنے اور ان کی قوت کو توڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے زخموں، مصیبتوں، وحدت پارہ پارہ ہونے، اتحاد ٹوٹنے، ملک برباد ہونے اور شہری آبادی کے تباہ ہونے پر رقص کرتے ہیں۔

جس طرح عہد حاضر کے منافق باطنی ابن علقمی کی اولاد اور خلافت اسلامیہ کے جھوٹے دعویداران کے ہمنوا کر رہے ہیں۔ وہ اپنے گروہی جاہلانہ نعرے لگا رہے ہیں۔ مسلمان حکمرانوں کے خلاف لوگوں کو بھڑکاتے ہیں۔ مسلمان حکمرانوں کا تختہ الٹنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو تباہی، بربادی اور بدامنی کا شکار کرنے کی کوششیں کرتے ہیں۔ جس طرح کہ عہد نبوی کے منافق رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا اظہار کرتے تھے اور جب آپ کی مجلس سے اٹھ جاتے تو ایک گروہ آپ کے خلاف سازشیں بننا شروع کر دیتا۔

رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کرنے اور آپ کی اطاعت سے نکلنے کی تدبیریں کرتے۔ انہوں نے کئی بار آپ کو قتل کرنے کی مذموم کوششیں کیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو محفوظ رکھا۔ انہوں نے ہی امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف فتنہ بھڑکایا۔ کم عقل لوگوں کا ہجوم اکٹھا کیا حتی کہ انہوں نے اجر وثواب کی نیت سے صبر کرنے والے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

جیسا کہ انہیں رسول اللہ ﷺ نے نصیحت کی تھی:

''اے [illegible] انہیں ایک قمیص [illegible] کرے گا)۔ [illegible] وہ قمیص اتارنے کا [illegible] تم مت اتارنا حتی کہ تم مجھ سے آن [illegible]''

کچھ وہ منافق ہیں جو بہت تھوڑا ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ انہیں طویل قرآن مجید پسند نہیں، مسلسل قرآن مجید کی تلاوت کرنا ان کے لیے پتھر اٹھانے سے بھی مشکل ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ﴾ (التوبة: 76)

''انہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے انہیں بھلا دیا۔''

مزید فرمایا:

﴿وَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَ اِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝﴾ (الزمر)

''جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے دل کڑھنے لگتے ہیں، اور جب اُس کے سوا دوسروں کا ذکر ہوتا ہے تو یکایک وہ خوشی سے کھل اٹھتے ہیں۔''

کچھ منافق وہ ہیں جو برائی کا حکم دیتے ہیں، نیکی

وہ مسلمانوں کے بارے میں دشمنی کی وجہ سے اپنی انگلیاں دانتوں سے چباتے ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ مسلمان بھی ان کی طرح کافر ہو جائیں۔ مسلمانوں کو نعمت ملے تو انہیں تکلیف ہوتی ہے۔ اگر مسلمان کو تکلیف پہنچے تو وہ خوش ہوتے ہیں

کے کاموں سے روکتے ہیں۔ مومنوں میں بے حیائی پھیلانا پسند کرتے ہیں تاکہ فتنہ اور گمراہی پھیل سکے۔ جب مومنوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو مومن ہیں اور جب تنہائی میں ہوتے ہیں تو تیز دھار زبانوں سے مومنوں پر طعن وتشنیع کرتے ہیں۔ اللہ کی راہ میں بڑے مجبور ہو کر خرچ کرتے ہیں، آپ جب انہیں دیکھیں تو ان کے مال اور جسم آپ کو بڑے بھلے لگتے ہیں۔ اگر وہ گفتگو کرتے ہیں تو آپ ان کی فصاحت اور چرب زبانی سے متاثر ہوتے ہیں۔ وہ سب سے بزدل اور سب سے بڑھ کر خوف زدہ لوگ ہیں۔ وہ ہر پکار کو اپنے خلاف سمجھنے لگتے ہیں۔ اسی لیے جہاد فی سبیل اللہ کو ناپسند کرتے ہیں، وہ دشمنان اسلام کے ساتھ بیٹھنا پسند کرتے ہیں۔ ان کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے اس لیے وہ سمجھتے نہیں۔

اس کے علاوہ بھی نفاق اکبر کی علامات اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہیں، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝﴾ (التوبۃ)

''یقیناً منافق ہی فاسق ہیں۔''

نیز فرمایا:

﴿إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾

''بلاشبہ منافق جہنم کے سب سے نچلے گڑھے میں ہوں گے۔'' (النساء:145)

امت اسلام! یہ نفاق اکبر ہے۔ عہد نبوی میں ایسے ہی منافق تھے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ان کے کفر اور ہمیشہ جہنمی ہونے کی آیات نازل ہوئیں۔ اس وقت منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی تھا۔ نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ آئے تو یہ حسد کی آگ میں جلنے لگا۔ آپ کی آمد پر مدینہ منور ہو گیا۔ لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے اور انہیں انتہائی خوشی اور مسرت نصیب ہوئی۔ اس پر عبداللہ بن ابی سیخ پا ہو گیا اور اس نے دل میں رسول اللہ کی دشمنی پال لی۔ عبداللہ بن ابی اس کے ہمنوا اور یہودی آپ اور آپ کے صحابہ کرام کے خلاف سازشیں کرنے لگے۔

اس نے غزوہ احد کے موقع پر ایک تہائی لشکر کو الگ کر کے نبی کریم ﷺ کو دکھ پہنچایا۔ اس نے نبی کریم ﷺ کے لشکر کو کمزور کر کے مشرکوں کو تقویت پہنچائی۔ پھر اس نے اپنے ہمنواؤں سے مل کر مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کا محاصرہ کرنے کے لیے مختلف مشرک لشکروں کو اکٹھا کیا۔ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے والوں کا یہ سرغنہ تھا۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائے جانے والے واقعہ افک کے پیچھے بھی یہی گروہ سرگرم تھا۔ انہوں نے نبوت کے معزز و مکرم گھرانے کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ مسلمانوں کی علامت ایمان کو گرانے کی کوشش کی۔ اسی طرح کی کئی سازشیں انہوں نے کیں۔ مکروفریب، دھوکہ دہی اور خیانت وکفر کو دل میں چھپانے والوں کے لیے یہ گروہ برا رہنما تھا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ أَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ أَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝﴾ (النساء)

''اور جو منافق اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق بناتے ہیں انہیں یہ مژدہ سنا دو کہ اُن کے لیے دردناک سزا تیار ہے۔ کیا یہ لوگ عزت کی طلب میں اُن کے پاس جاتے ہیں؟ حالانکہ عزت تو ساری کی ساری اللہ ہی کے لیے ہے۔''

کچھ منافق وہ ہیں جو برائی کا حکم دیتے ہیں، نیکی کے کاموں سے روکتے ہیں۔ مومنوں میں بے حیائی پھیلانا پسند کرتے ہیں تاکہ فتنہ اور گمراہی پھیل سکے۔

دوسرا خطبہ!

حمد وثنا کے بعد:

برادرانِ اسلام! نفاق کی دوسری قسم جس کی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ نے مذمت کی ہے، وہ چھوٹا انفاق ہے یعنی نفاق عملی۔ اس سے مراد یہ ہے کہ بندہ منافقوں کی صفات اپنا لے۔ جبکہ اس کے دل میں اسلام موجود رہے۔ اس سے انسان کافر نہیں ہوتا، لیکن ایسا شخص خطرناک حالت میں ہوتا ہے۔ وہ ہلاکت کے کنارے پر کھڑا ہوتا ہے کیونکہ اس میں منافقوں کی صفات ظاہر ہو جاتی ہیں جو اس کے ظاہر اور باطن میں تضاد کی علامت ہیں۔

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ خشوع میں نفاق کے بارے میں فرماتے ہیں: ''خشوع میں نفاق یہ ہے کہ تمہارا جسم تو خشوع کا اظہار کرے مگر دل خشوع سے خالی ہو۔''

امام حسن بصریؒ نفاق کے متعلق فرماتے ہیں: ''دل اور زبان میں تضاد، خفیہ اور علانیہ حالت میں تضاد، گھر کے اندر اور گھر سے باہر کے اعمال میں تضاد ہونا نفاق ہے۔''

ایسے منافق کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے نیکی اور تقوے کا اظہار کرتا ہے۔ جب تنہا ہوتا ہے تو اس کی نیکی برقرار نہیں رہتی، اسے اپنے رب سے خوف اور حیا نہیں ہوتی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ﴾

(النساء: 108)

''یہ لوگ انسانوں سے اپنی حرکات چھپا سکتے ہیں مگر خدا سے نہیں چھپا سکتے وہ تو اُس وقت بھی اُن کے ساتھ ہوتا ہے جب یہ راتوں کو چھپ کر اُس کی مرضی کے خلاف مشورے کرتے ہیں۔''

منافق آدمی لوگوں کو دکھانے کے لیے اور ان کی واہ واہ حاصل کرنے کے لیے عمل کرتا ہے، جب لوگوں کے سامنے نماز ادا کرتا ہے تو خوب سنوار کر ادا کرتا ہے اور جب اکیلا ہوتا ہے تو کوے کی طرح ٹھونگیں مارتا ہے اور وقت نکل جانے کے بعد نماز ادا کرتا ہے۔ بغیر عذر کے نماز مسجد میں نماز ادا نہیں کرتا۔ منافقوں کے لیے سب سے مشکل نماز عشا اور فجر ہے اور جو شخص تین جمعے بغیر عذر کے چھوڑتا ہے وہ منافقوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

بندگانِ الٰہی، نفاق اصغر کا خطرہ یہ ہے کہ یہ نفاق اکبر کی سیڑھی اور پل ہے۔ جب کوئی شخص منافقوں کی صفات مسلسل اپنا لیتا ہے، نفاق کی اکثر خصلتیں اختیار کر لیتا ہے اور اسے چھوڑتا نہیں تو وہ نفاق اکبر تک پہنچ جاتا ہے۔ ایسے شخص کے بارے میں خطرہ ہے کہ موت کے وقت اس کا ایمان ہی نہ چھین لیا جائے اور اس کا خاتمہ برا نہ ہو جائے۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی طویل عرصے تک اہل جنت جیسے اعمال کرتا ہے پھر اس کا خاتمہ جہنمیوں کے اعمال جیسے عمل پر ہوتا ہے۔'' دوسری روایت میں اس کی وضاحت

ہے کہ وہ بظاہر جنتیوں کے اعمال جیسے عمل کرتا تھا لوگ اسے جنتی سمجھتے تھے۔

یہ نفاق اصغر ہے۔ یہ دل میں کمزور ایمان کی دلیل ہے۔ یہ اللہ کی عظمت کی کمی اور جنت کی رغبت کم ہونے کی نشانی ہے۔ اسی لیے آپ دیکھتے ہیں کہ ایسا شخص لوگوں سے معاملات میں جھوٹ بولتا ہے۔ وعدہ خلافی کرتا ہے، لڑائی جھگڑنے میں گالیاں دیتا ہے، معاہدوں کی پاسداری نہیں کرتا، امانت میں خیانت کرتا ہے اور مسلمانوں کو دھوکہ دیتا ہے۔ چاپلوسی اور دو رنگی سے پیش آتا ہے اور اللہ کے نزدیک سب سے برا آدمی دو رنگا ہے۔ جو مختلف لوگوں کو مختلف چہروں سے ملتا ہے۔

اس کی دو رنگی اس کی باطنی اور علانیہ حالت کے تضاد کی علامت ہے۔ وہ اپنے معاملات میں پریشان اور متردد ہے۔ اس کی شخصیت کسی اصول اور واضح منہج پر استوار نہیں ہوتی، بلکہ وہ اپنے شخصی مفاد اور مادی لالچ کے پیچھے پیچھے بھاگتا ہے۔ جہاں سے حاصل ہوں، وہیں جا پہنچتا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے اس کا بڑا بلیغ تعارف کرایا ہے۔ فرمایا: ''منافق کی مثال نر کی متلاشی اس بکری کی سی ہے جو بکریوں کے دو ریوڑوں میں کبھی ادھر اور کبھی ادھر بھاگتی پھرتی ہے۔ کبھی ممیاتے ہوئے اس گروہ میں آتی ہے تو کبھی دوسرے میں جاتی ہے۔ اسے سمجھ نہیں آتی کہ کس میں شامل ہو۔'' (مسلم)

اس منافق کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ جاہلیت کے بول بولتا ہے، مسلمانوں کی جماعت سے الگ رہتا ہے، امیر کی اطاعت سے دست کش ہو جاتا ہے۔ مسلمان حکمرانوں، علما اور اصلاح پسندوں کو حقیر سمجھتا ہے جیسا کہ سیدنا عمار اور جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''تین افراد کو صرف کھلا منافق ہی حقیر سمجھتا ہے: عادل حکمران، خیر و برکت کا معلم اور بوڑھا مسلمان۔''

یہ منافق جھوٹی عزت اور شہرت کا اظہار کرتا ہے۔ وہ ایسے کاموں کی بھی تعریف چاہتا ہے، جو اس نے کیے ہی نہیں، وہ اپنی گفتگو میں بکثرت گالی دیتا ہے اور بے ہودہ گوئی کرتا ہے۔ جبکہ بے ہودہ گوئی اور بکثرت کلام نفاق کے دو شعبے ہیں۔ جیسا کہ مسند احمد کی روایت میں ہے کہ

عورت کا بلاوجہ خاوند کی نافرمانی کرنا، بغیر شرعی عذر کے خلع مانگنا، عورت کا بے پردہ گھومنا پھرنا، حیا، عزت و وقار اور پاکدامنی کو ترک کرنا بھی منافق کی نشانیاں ہیں۔

بردرانِ اسلام! نفاق اصغر ہی سے صحابہ کرام ڈرا کرتے تھے۔ اپنا محاسبہ کیا کرتے تھے کہ کہیں وہ اس نفاق میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ ان کے دل اللہ کی عظمت، اخلاص اور سچائی سے لبریز تھے۔ انہیں بخوبی علم تھا کہ نفاق کی بنیاد جھوٹ، دھوکے اور دورنگی پر ہے۔ اسی لیے انہوں نے نیکی کے کاموں سے اپنے دلوں کو آباد کیا، اپنی تنہائیوں کی اصلاح کی اور مسلمانوں کے امیر اور جماعت سے جڑے رہے۔ مسلمانوں کی خیر خواہی کرتے رہے۔ کیونکہ اس سے دلوں کی صفائی ہوتی ہے۔ دھوکہ دہی اور دیگر برائیوں سے پاکیزگی ملتی ہے۔

وہ تنہائی میں بکثرت نفل نماز ادا کرتے تھے۔ سب کے سامنے نفل ادا کرنے کی نسبت انہیں خفیہ نوافل زیادہ محبوب تھے۔ تلاوت قرآن مجید اور ذکر الٰہی مسلسل کرتے رہے اور نماز کو تکبیر اولیٰ کے ساتھ ادا کرنے کا اہتمام کرتے رہے۔ کیونکہ جو شخص نماز باجماعت کو تکبیر اولیٰ کے ساتھ ادا کرنے کا اہتمام کرتا ہے اسے جہنم اور نفاق سے برأت حاصل ہو جاتی ہے۔

انہوں نے اپنی نیکیاں اور اعمال چھپا کر کیے، انہیں لوگوں کی مدح سرائی اور مذمت کی کچھ پروا نہیں تھی۔ انہوں نے اللہ کی رضا حاصل کی، اگرچہ لوگ ناراض ہی ہوں۔ انہوں نے پوشیدہ نیکیاں کیں، اسی لیے ان کے دل درست ہو گئے۔ ریاکاری اور شہرت کے حصول سے پاک ہو گئے اور نفاق سے بچ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے علانیہ امور بھی درست کر دیئے اور ان کے دینی معاملات میں کافی مدد فرمائی۔

امام ابن جوزیؒ فرماتے ہیں: جس شخص نے اپنی تنہائی درست کر لی، اس کی فضیلت کی خوشبوئیں چار سو پھیل جاتی ہیں۔ دل اس کی طہارت کی گواہی دیتے ہیں۔

لہٰذا اللہ سے ڈرو اور اپنی تنہائی کی اصلاح کرو، کیونکہ تنہائی کے فساد کے ہوتے ہوئے ظاہری نیکی کارآمد نہیں ہوتی۔

برادرانِ اسلام! ہمارے شامی بھائی، خصوصاً حلب کے رہنے والے سخت ترین مظالم، قتل و غارت اور باطنی دشمنوں اور خوارج کے زیر عتاب ہیں۔ سچے مومن کی نشانی یہ ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے دکھ پر غمزدہ ہو، ان کی دادرسی کی کوشش کرے اور ان کی مدد کرے۔ اسی مقصد کے لیے خادم حرمین شریفین نے شامی بھائیوں کی مدد کے لیے عوامی فنڈ ریزنگ مہم کا اعلان کیا ہے۔ ہم تمام مسلمانوں کو اس مہم میں بھرپور حصہ ڈالنے کی ترغیب دلاتے ہیں۔ شامی بھائیوں کی مدد اور مصیبت کی اس گھڑی میں ان کے ساتھ کھڑے ہونے کا مشورہ دیتے ہیں۔ ان کے دلوں کو خوشی پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ اس وقت تک اپنے بندے کا مددگار رہتا ہے جب تک وہ اپنے بھائیوں کی مدد کرتا رہتا ہے۔

اے اللہ! اے رب العالمین! ہر جگہ مسلمانوں کے احوال درست فرما! اے اللہ! ہمارے شامی بھائیوں کی مدد فرما! اے اللہ! ہمارے شامی بھائیوں کی مدد فرما۔ اے اللہ! ہمارے شامی بھائیوں کی مدد فرما اے اللہ! عراق اور یمن میں ہمارے بھائیوں کی مدد فرما! اے اللہ ان کا مددگار ہو جا، اے قوت و طاقت والے اے غلبے والے ان کی مدد فرما اور ان کے دشمنوں کی مدد نہ فرما۔

جمعیۃ اساتذہ میٹنگ

⊙ ۱۴ جنوری بروز ہفتہ ۳ بجے جمعیۃ اساتذہ پاکستان کے مرکزی رہنماؤں کی اہم مشاورتی میٹنگ مرکزی دفتر میں ہو گی۔ رکن سازی اور تربیتی ورکشاپس کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا۔

منجانب: محمد طارق جاوید ناظم دفتر جمعیۃ اساتذہ پاکستان

الاسلام ڈائری 2017ء

جس کا تھا انتظار..... چھپ گئی ہے۔

شائقین جلد منگوائیں

عام قیمت ..... 400 روپے

رعایتی قیمت..... 350 روپے

رابطہ: دفتر ہفت روزہ اہل حدیث 106 راوی روڈ لاہور

042-37720257 - 0321-6487892

تبرک کی شرعی حیثیت

جناب مولانا محمد طارق

دین اسلام ایک مکمل اور آسان مذہب ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: [ان الدین یسر] (بخاری: ۳۹) ''دین آسان ہے۔'' مگر اس کے باوجود کچھ لوگوں نے حصول ثواب کی خاطر ایسے نت نئے طریقے ڈھونڈ نکالے ہیں جن کا شریعت مطہرہ سے دور دور تک کا کوئی واسطہ نہیں۔ یہ طریقے بظاہر تو بہت ہی خوشنما اور دلفریب لگتے ہیں مگر درحقیقت ان میں شرکیہ اعمال کی بو محسوس ہوتی ہے۔

اس قسم کا ایک اہم مسئلہ آثار صالحین سے تبرک کا ہے۔ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ زیر نظر مضمون میں ان شاء اللہ ہم اس کو واضح کریں گے۔

تبرک کا معنی:

تبرک ''برکت'' سے ماخوذ ہے۔ لغت میں برکت کا معنی ہے: نمو، اضافہ، سعادت۔ (القاموس المحیط)

اصطلاحی تعریف میں علامہ ابن القیمؒ لکھتے ہیں:

[ان البرکة کثرة الخیر ودوامه] (بدائع الفوائد لابن القیم: ۱۸۴/۲)

''برکت کہتے ہیں خیر کی فراوانی اور اس کے دوام کو۔''

اسی سے ''تبرک'' باب تفعل کا مصدر ہے: برکت طلب کرنا، برکت چاہنا۔

قرآن وحدیث میں جا بجا اس امر کی نشاندہی کی گئی ہے کہ برکت اور اس کی تمام انواع اللہ کی جانب سے ہیں۔ جیسے:

﴿تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ﴾ (الملک: ۱)

﴿وَبٰرَكْنَا عَلَیْهِ وَعَلٰۤى اِسْحٰقَ﴾ (الصافات: ۱۳)

اسی طرح بعض ایام اور مقامات کو اللہ نے متبرک بنایا ہے جیسے بیت اللہ الحرام، مکہ مکرمہ، مساجد، ماہ رمضان، عشرہ ذی الحجہ، یوم عرفہ اور یوم جمعہ وغیرہ۔ نیز بنی آدم میں سے بعض اہل ایمان کو متبرک بنایا ہے۔ شیخ صالح بن عبدالعزیز لکھتے ہیں:

''انبیاء ورسل کی ذات بابرکت ہے یعنی ان کے اجسام مبارک ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کے جسم کو مبارک بنایا۔ سیدنا ابراہیم، نوح، عیسیٰ اور موسیٰ علیہم السلام کے اجسام کو مبارک بنایا۔'' (التمہید لشرح کتاب التوحید از شیخ صالح بن عبدالعزیز: ۱۲۵)

واضح رہے کہ وہ اشیاء، اقوال اور افعال جن کو شریعت نے متبرک ٹھہرایا ہے وہ محض برکت کا سبب ہیں نہ کہ بذات خود برکت دینے والی۔

صحابہ کرامؓ کی ذات اور آپ کی دیگر اشیاء سے تبرک:

نبی مقدس ﷺ کی حیات مبارکہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی ذات اور دیگر اشیاء جیسے موئے مبارک، ریق مبارک اور وضوء کے بچے پانی سے تبرک حاصل کیا کرتے تھے۔ اس تعلق سے بہت ساری حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ ذیل میں چند احادیث ذکر کی جا رہی ہیں۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے اور بستر پر سو گئے۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا آئیں اور دیکھا کہ آپ کو پسینہ آ رہا ہے اور بستر کے ایک حصہ پر پسینے کے قطرات جمع ہو گئے ہیں۔ چنانچہ وہ ایک شیشی لے آئیں اور آپ کے پسینے کے قطرات جمع کرنے لگیں۔ اسی دوران آپ بیدار ہو گئے اور پوچھا کہ ام سلیم! کیا کر رہی ہو؟ کہا ان مبارک قطرات میں ہم اپنے بچوں کے لیے برکت کے امیدوار ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: درست ہے۔ (مسلم: ۲۳۳۱)

سیدنا عروہ بن مسعود سے روایت ہے:

[فو الله ما تنخم رسول الله ﷺ نخامة الا وقعت فی کف رجل منهم فدلك بهما وجهه وجلده .....] (بخاری: ۲۷۳۱)

''اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کے منہ سے بلغم نہیں نکلتا مگر وہ صحابہ میں کسی کے ہاتھ پر پڑتا اور وہ اسے اپنے چہرے اور جلد پر ملتا تھا۔''

ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

[خرج علینا رسول الله ﷺ بالهاجرة، فاتی بوضوء فتوضأ، فجعل الناس یاخذون من فضل وضوئه، فیتمسحون به] (بخاری)

''رسول اللہ ﷺ ہمارے یہاں سخت گرمی میں دوپہر کے وقت تشریف لائے آپ کے پاس وضو کا پانی لایا گیا تو آپ ﷺ نے وضو کیا۔ لوگ آپ کے وضو کے پانی کو لینے لگے اور اس کو اپنے اوپر ملنے لگے۔''

آپ کی ذات سے تبرک کا یہ سلسلہ صرف آپ کی حیات تک ہی محدود نہیں تھا بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین آپ کی وفات کے بعد بھی آپ ﷺ کے آثار سے تبرک حاصل کرتے تھے۔ سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ ایک سیاہ جبہ نکالا اور کہا:

''یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا یہاں تک کہ ان کی وفات ہو گئی۔ ان کی وفات کے بعد اسے میں نے لے لیا۔ نبی کریم ﷺ اسے پہنتے تھے۔ ہم شفا حاصل کرنے کے لیے اس سے مریضوں کو غسل دیتے ہیں۔'' (مسلم: ۲۰۶۹)

ابن سیرینؒ فرماتے ہیں:

''میں نے عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس نبی کریم ﷺ کا بال ہے جسے ہم نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے یہاں سے پایا ہے۔ میرے پاس اس بال کا ہونا میرے لیے دنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔'' (بخاری: ۱۷۰)

اس کے علاوہ اور بھی بہت سارے دلائل ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی زندگی میں اور آپ ﷺ کے بعد آپ کے آثار سے برکت حاصل کیا کرتے تھے، لیکن بخوف طوالت ہم انہیں پس انداز کر رہے ہیں۔

غیر نبی کے آثار سے تبرک:

آپ ﷺ تمام بنی نوع انسان میں سب سے پاکیزہ، سب سے مقدس اور سب سے متبرک ہیں۔ چنانچہ شریعت نے اس متبرک ہستی کے آثار سے تبرک کو جائز ٹھہرایا لیکن اس امر پر کسی اور ذات کو قیاس کر کے اس کے آثار سے تبرک کی مشروعیت کا استدلال کرنا یہ

قیاس مع الفارق ہے۔ ظاہر بات ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ذات جس جلیل القدر منصب پر فائز ہے اس تک کوئی بھی بشر نہیں پہنچ سکتا۔ پھر کیوں کر نبی کے علاوہ دوسرے اولیاء وصالحین کے آثار سے تبرک جائز ہو سکتا ہے۔ ڈاکٹر ناصر بن عبدالرحمٰن [التبرك: انواعه واحكامه] میں لکھتے ہیں:

''اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی کریم ﷺ کی اس تبرک کے ساتھ خصوصیات' اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ صالحین کو آپ پر قیاس نہیں کیا جائے گا اور یہ کہ یہ چیز آپ کے ساتھ مخصوص ہے دوسروں کے لیے نہیں۔ علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ جب نبی کے حق میں کوئی خصوصیت ثابت ہو جائے تو وہ اس بات کی متقاضی ہے کہ دوسروں کا حکم آپ جیسا نہیں' کیونکہ یہ حکم اگر غیر کو بھی شامل ہو جائے تو پھر اختصاص کا کوئی معنی ہی نہیں رہ جاتا۔''

اس کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو آپ کی حیات مبارکہ میں آپ کی مختلف چیزوں سے تبرک حاصل کیا کرتے تھے' آپ کی وفات کے بعد آپ کے آثار کے علاوہ کسی چیز سے بھی تبرک نہیں حاصل کیا۔ نہ تو کسی مفضول صحابی نے افضل صحابی سے' نہ صحابی صغیر نے کبیر سے' نہ تابعین نے صحابہ سے' نہ صحابہ نے خلفاء راشدین سے' نہ تو ان کی ذات سے اور نہ ہی ان کے آثار سے کبھی تبرک حاصل کیا۔ حالانکہ صحابہ کی جماعت میں افضل صحابی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' فاروق اعظم سیدنا عمر' سیدنا عثمان ذوالنورین' سیدنا علی بن ابی طالب' سیدنا ابوہریرہ' سیدنا عبداللہ بن عمر' سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم وغیرہ اجلہ صحابہ کا ایک بڑا طبقہ موجود تھا۔ لیکن سیرت کے مطالعہ سے ہمیں کوئی ایسی دلیل نہیں ملتی جس سے تبرک بآثار الصالحین کی مشروعیت کا استدلال کیا جا سکے' حالانکہ یہ صحابہ آپ کی ایک ایک سنت کو اپنانے والے اور ایک ایک امر کی پیروی کرنے والے تھے۔ امام ابن رجبؒ فرماتے ہیں:

''..... ایسے ہی تبرک بالآثار کا معاملہ ہے' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ سے تبرک حاصل کیا کرتے تھے' لیکن وہ ایک دوسرے سے تبرک نہیں حاصل کرتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بلند مرتبہ کے باوجود تابعین ان سے تبرک نہیں حاصل کرتے تھے۔ تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ چیز صرف نبی کریم ﷺ کے ساتھ کی جائے گی جیسے وضو' بال اور کھانے پینے کے بچے ہوئے حصے سے تبرک۔'' (الحکم الجدیدۃ لابن رجب: ۵۵)

اگر دوسرے ناحیے سے دیکھیں تو یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کا سد باب کیا اور اس کی سختی سے تردید بھی کی۔ حجر اسود جس کے تئیں لوگ بہت زیادہ عقیدت رکھتے ہیں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

[انی اعلم انك حجر لا تضر ولا تنفع ولوا انی رایت رسول الله ﷺ یقبلك ما قبلتك] (النسائی)

''مجھے معلوم ہے کہ تو ایک پتھر ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع' اگر میں نبی کریم ﷺ کو تجھے بوسہ لیتے ہوئے نہ دیکھتا تو میں تیرا بوسہ نہ لیتا۔''

معرور بن سویدؒ ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک سفر پر نکلے تو راستے میں ایک مسجد نظر آئی' لوگ اس میں نماز پڑھنے کے لیے دوڑ پڑے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہے؟ لوگوں نے کہا کہ اس مسجد میں آپ ﷺ نے نماز پڑھی تھی' تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''تم سے پہلے کے لوگ اسی طرح کے کاموں کے سبب ہلاک ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے اسے عبادت گاہ بنا لیا۔ سنو! اگر نماز کا وقت ہو جائے تو ایسی جگہوں پر پڑھ لیا کرو ورنہ اسے چھوڑ کر گزر جاؤ۔'' (کتاب البدع والنہی لابن وضاح: ۴۱۔۴۲)

شجرۃ الرضوان (جس کے نیچے بیعت رضوان واقع ہوئی تھی) لوگوں نے اس کے نیچے بھی تبرکاً نماز پڑھنا شروع کر دی۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جب پتہ چلا تو آپ نے اس درخت ہی کو جڑ سے کٹوا دیا۔ (حوالہ سابق: ۴۲۔۴۳)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد سلف صالحین بھی اس سلسلے میں بہت احتیاط برتتے تھے اور تبرک کی اس نوع کو ناپسند کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص امام احمدؒ کے پاس آیا اور اپنا ہاتھ امام صاحب کے کپڑوں سے چھو کر اپنے منہ پر پھیر لیا۔ امام احمدؒ از حد ناراض ہوئے اور پوچھا کہ یہ تم نے کہاں سے سیکھا؟'' (الحکم الجدیرۃ بالاذاعۃ: ۵۶)

آثار صالحین سے تبرک کیوں ناجائز ہے؟

شریعت نے ہر اس دروازے کو بند کر دیا جس سے شرک کے داخل ہونے کا ذرا بھی خدشہ ہو اور یہ محض اس وجہ سے کہ عبادت کی تمام انواع صرف اللہ کے لیے ادا کی جائیں۔ آثار صالحین سے تبرک میں تو بظاہر کوئی قباحت نظر نہیں آتی مگر اس کی آڑ میں جو بدعات اور شرکیہ اعمال جنم لے سکتے ہیں اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کتب تاریخ میں مذکور ہے کہ بنو اسماعیل جب تلاش معاش کے لیے مکہ سے نکلتے تو اپنے ہمراہ حرم کا کوئی پتھر رکھ لیتے' جس سے مقصد محض تعظیم حرم ہوتی' کہیں پڑاؤ کرتے تو یہ پتھر رکھ کر کعبہ کی طرح اس کا طواف کرتے۔ رفتہ رفتہ یہ عادت اس کیفیت کو جا پہنچی کہ جو پتھر بھی انہیں پسند آیا اسی کو پوجنے لگے۔ (جائز اور ناجائز تبرک از ڈاکٹر علی بن نفیع العلیانی: ۵۳)

اس تناظر میں اگر موجودہ صورت حال پر نظر ڈالی جائے تو معاملہ اسی سے ملتا جلتا نظر آتا ہے۔ آثار صالحین سے تبرک کے نام پر نت نئی بدعتیں ظاہر ہو رہی ہیں۔ ابتداء میں تو ان کے آثار سے تبرک حاصل کیا جاتا ہے آخر کار یہاں تک بات پہنچی ہے کہ انہیں برکت دینے والا خیال کیا جانے لگتا ہے حالانکہ برکت عطا کرنا صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جیسا کہ ہم نے پہلے بھی ذکر کیا۔ امام شاطبیؒ لکھتے ہیں:

''عام لوگ اس سلسلے میں ایک حد پر قائم نہیں رہتے بلکہ حد سے تجاوز کر جاتے ہیں اور برکت طلب کرنے میں جہالت کے سبب مبالغہ کر جاتے ہیں یہاں تک کہ متبرک بہ کی ایسی تعظیم کرتے ہیں جو حد سے باہر ہوتی ہے اور بسا اوقات متبرک بہ کے اندر ایسی چیز کا اعتقاد رکھتے ہیں جو اس کے اندر نہیں ہوتی۔'' (الاعتصام للشاطبی: ۹/۲)

علماء کے اقوال:

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

''غار حرا' غار ثور' کوہ طور' نعل نبی پر بنی ہوئی عمارتیں یا مقام ولادت نبوی یا مقام بیعت عقبہ وغیرہ مقامات جو انبیاء وصالحین کی طرف کسی طرح منسوب ہیں' امت کے لیے کسی طرح جائز نہیں کہ ان کی زیارت کریں اور وہاں جا کر نماز وغیرہ کا قصد کریں۔ اس میں کوئی اخفا نہیں کہ اگر یہ عمل

باقی صفحہ 15 پر

دارِارقم اسلام کی پہلی دانش گاہ

تحریر
جناب حافظ محمد زکریا عاصم

مدارس دینیہ نے اسلام کی اشاعت اور ترویج وترقی میں ایک روشن مثال قائم کی ہے۔ دورِ نبوی سے لیکر اب تک بے شمار ایسے مدارس ہیں جو اس طرح کی شہادت اور اعلیٰ روایات کے امین ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ اسلام کے آغاز ہی سے مدارس دینیہ نے اسلام کی اشاعت و ترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ چنانچہ ہمیں نبوت کے ۱۳ برس مکی اور 10 برس مدنی کے ادوار میں دو بڑے بڑے مدارس کا نام تاریخ اسلام میں دیکھنے کو ملتا ہے ایک دار ارقم جبکہ دوسرا صفہ کے نام سے معروف ہے۔ تاہم زیر نظر مضمون میں دار ارقم کے بارے میں ہی گذارشات سپرد قلم کرنا مقصود ہے۔ دارارقم کہنے کو تو ایک گھر تھا مگر یہ اسلام کی اولین درس گاہ بلکہ دانش گاہ تھی جس نے اسلام کی نہ صرف ترویج و اشاعت اور ترقی میں عظیم خدمات سر انجام دیں بلکہ اسلامی تاریخ کا رُخ موڑنے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ چنانچہ اسلام کے جلیل القدر صحابی پہلے امیر المومنین، خلیفہ ثانی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور مدینہ کے اولین مبلغ اسلام سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جنہوں نے مدینہ منورہ میں باجماعت جمعہ کا آغاز کیا۔ (تفسیر الجامع لاحکام القرآن للقرطبی جلد نمبر 18)

سید الشہداء سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اسی دارارقم کے تربیت یافتہ تھے۔ اس سے قبل کہ دارارقم کے بارے میں تفصیلات بیان کی جائیں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ دارارقم کی وجہ تسمیہ جان لی جائے۔

دارارقم کی وجہ تسمیہ

دارارقم درحقیقت صحابی رسول سیدنا ارقم رضی اللہ عنہ بن ابی الارقم کا گھر تھا جو انہوں نے اسلام کی اشاعت اور تبلیغی سرگرمیوں کے لیے رسالت مآب ﷺ کو پیش کیا تھا اسی وجہ سے اسے دارارقم کہا جاتا ہے۔ جہاں تک لفظ ''دار'' کا تعلق ہے تو یہ بھی ''گھر'' ہی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ تاہم لفظ ''بیت'' بمعنی گھر کی نسبت ''دار'' کے اندر وسعت کے معنی بھی پائے جاتے ہیں۔ علمائے لغت نے ''بیت'' اور ''دار'' کے معانی میں فرق کیا ہے۔ ''بیت'' چھتی ہوئی جگہ کو کہتے ہیں جبکہ ''دار'' بمعنی گھیرنا' ایسی کھلی جگہ کو کہتے ہیں جو دیواروں، عمارتوں یا بدویوں کے ایسے خیموں سے گھری ہوئی ہو اور کم وبیش ایک دائرے کی شکل میں ہو۔ (دائرہ معارف اسلامیہ جلد نمبر 997)

درج بالا وضاحت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ گھر کوئی چھوٹا نہ تھا بلکہ وسیع رقبہ پر محیط تھا جہاں نبی کریم ﷺ اپنے جانثار صحابہ کو زیور تعلیم سے آراستہ کرتے تھے۔ چنانچہ صاحب دار صحابی کون تھے ذیل میں اس کی وضاحت کی جاتی ہے۔

تعارف صحابی

نام ''ارقم'' کنیت ابو عبداللہ۔ والد کا نام ابو الارقم عبد مناف بن اسد بن عبداللہ۔ عرب کے نامور قبیلہ بنو مخزوم سے تعلق رکھتے تھے۔ والدہ کا نام تماضر بنت جزیم تھا۔ اور ان کے والد ابو الارقم بھی مسلمان ہوگئے تھے۔ (سیر اعلام النبلاء: ۲/۴۸۰) ان کی ولادت 594ء کو ہوئی اور 16 یا 17 برس کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ امام حاکم نے لکھا ہے کہ ان کے قبول اسلام کا ساتواں نمبر ہے' سیدنا ابو عبیدہ، سیدنا عثمان بن مظعون اور سیدنا ارقم رضی اللہ عنہم اکھٹے اسلام لائے تھے۔ (المستدرک الحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ)

جبکہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے انکا اسلام قبول کرنے کا دسواں نمبر لکھا ہے۔ ڈاکٹر علی محمد الصلابی نے لکھا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تبلیغی کوششوں کا ثمرہ تھا۔ ہجرت حبشہ اولی اور ثانیہ میں شامل نہیں تھے تاہم ہجرت مدینہ میں شامل ہوئے تھے اور سیدنا ابو طلحہ بن زید بن سہیل انصاری رضی اللہ عنہ صحابی سے آپکا رشتہ اخوت قائم ہوا۔ (عیون الاثر جلد نمبر 1) رسول کائنات ﷺ نے آپکو مدینہ میں بنو زریق کے محلہ میں ایک قطعہ زمین عطا فرمایا تھا وہیں آپ نے مستقل رہائش اختیار کر لی۔ غزوہ بدر و اُحد اور بعد کے تمام غزوات میں شامل تھے۔ مدنی دور میں آنحضرت ﷺ نے آپکو زکوۃ کی وصولی کے لیے مقرر کیا تھا۔ واضح ہو کہ امام طبرانی نے الارقم کا نام بطور عامل وصولی زکوۃ لکھا ہے۔ جبکہ امام ابو داؤد نے صرف بنو مخزوم کے ایک آدمی کا نام بطور عامل ذکر کیا ہے۔ واضح ہو کہ امام طبرانی کی روایت ضعیف جبکہ امام ابی داؤد کی روایت قوی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بیت المقدس کی جانب روانگی کا ارادہ کیا، اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے اپنا بیت المقدس کی جانب جانے کا بتایا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: تم وہاں تجارت کے لیے جانا چاہتے ہو؟ میں نے کہا: نہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ میں تجارت کے لیے نہیں جا رہا، بلکہ میں وہاں نماز پڑھنے کے لیے جا رہا ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہاں پر نماز پڑھنا وہاں کی ہزار نماز سے زیادہ ثواب رکھتی ہے۔ (مستدرک حاکم: ۲۴۲/۵ مترجم) آپ 55 ہجری میں سیدنا امیر معاویہؓ کے دور حکومت میں فوت ہوئے۔ آپ کی نماز جنازہ مروان بن حکم (جو مدینہ کے گورنر تھے) پڑھانا چاہتے تھے، مگر آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی نماز جنازہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور بقیع کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ وفات کے وقت آپکی عمر 83 برس تھی۔ بدری صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم میں سب سے آخر میں وفات پانے والے تھے۔ (المستدرک الحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ ذکر الارقم) سیدنا ارقم کے دو بیٹے حضرت عبداللہ اور حضرت عثمان تھے جبکہ تین بیٹیاں اُمیہ، مریم اور صفیہ تھیں۔ چنانچہ سیدنا ارقمؓ کا وہ گھر جہاں آپ ﷺ نے تدریس وتعلیم کا کام شروع کیا وہ کہاں پر واقع تھا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اُسکے محلِ وقوع کو بیان کیا جائے۔

دارارقم کا محلِ وقوع

ڈاکٹر حمید اللہ کے مطابق یہ گھر صفا پہاڑی پر واقع تھا۔ جبکہ دوسرے مؤرخین کے مطابق صفا پہاڑی سے بائیں جانب 35 سے 40 میٹر کے فاصلے پر واقع تھا۔ ابن سعد کے بقول یہ حویلی صفا اور مروہ کے درمیان ایسی جگہ پر واقع تھی کہ طواف کرنے والا طواف کرتے وقت اس حویلی کے بالکل پاس سے گزرتا تھا۔ آخری دو اقوال صحیح معلوم ہوتے ہیں اور اس کی تائید امام حاکم نے بھی کی ہے۔ دارارقم میں تبلیغی سرگرمیوں کو شروع کرنے کی آخر کیا

وجوہات تھیں سیرت نگاروں نے اس بارے میں اپنی آراء کا یوں اظہار کیا ہے۔

دارارقم کو بطور دانشگاہ مقرر کرنے کی وجوہات

۱۔ مکہ میں نبی کریم ﷺ شادی کے بعد جہاں رہتے تھے وہ سیدنا خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ذاتی ملکیت کا گھر تھا اور آپ ﷺ نے ہجرت مدینہ تک یہیں رہائش اختیار کیے رکھی۔ یہ رقاق الحجر دار ابوسفیان کی پشت پر واقع تھا۔ یہاں پر اصحاب رسول کا آزادانہ آنا جانا کسی طرح بھی ممکن نہ تھا لہٰذا یہ گھر تدریسی سرگرمیوں کے لیے ہر لحاظ سے موزوں نہ تھا۔

۲۔ پھر جب نبوت کا خفیہ دعوت وتبلیغ کا دور تیسرے برس ختم ہوا تو چوتھا برس علانیہ تھا۔ اس میں [باطنه فيه الرحمته وظاهره من قبله العذاب] کے مصداق مسلمانوں کے لیے ابتلاء اور آزمائش کے لمحات کا آغاز ہو چکا تھا۔ کفار نے مزاحمت کاری کے کئی گر اپنائے۔ مثلاً ہنسی، ٹھٹھہ، مذاق، تحقیر وتکذیب' اسلامی تعلیمات کو مسخ کرنے اور اہل ایمان کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کے لیے آیات قرآنی کو قصے کہانیوں سے تعبیر کرنا شروع کیا۔ آخری حربے کے طور پر کفار مکہ نے کچھ لو اور کچھ دو کی پالیسی کے تحت آنحضرت ﷺ کو کئی پیش کشیں بھی کیں۔ مگر جب انہیں ان تمام حربوں اور تدبیروں میں ناکامی اور سبکی کا سامنا کرنا پڑا تو (بقول قاضی سلمان منصور پوری) انہوں نے 25 افراد پر مشتمل ابولہب کی سربراہی میں ایک کمیٹی قائم کی جسکے اولین مقاصد اس کے سوا کچھ نہ تھے کہ جہاں تک ہو سکے اسلام کی مخالفت، پیغمبر اسلام کو ایذا رسانی اور آپکے جانثاروں کو طرح طرح کے ظلم وستم اور تشدد کا نشانہ بنانے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی جائے۔ ان ستم رسانیوں کے مقابلہ میں حکمت عملی کا تقاضا یہی تھا کہ رسالت مآب ﷺ مسلمانوں کو قبول اسلام کے علانیہ اظہار سے روک دیں اور ایک ایسی خفیہ تربیت گاہ کا اہتمام کریں جو کفار کی نظروں سے اوجھل ہو اور جہاں آپ ﷺ چھپ کر فرزندانِ اسلام کی اخلاقی، روحانی، ایمانی اور جسمانی تربیت کا اہتمام کریں۔ تا کہ وہ کلمہ طیبہ کی سربلندی کے لیے خطۂ عرب کو شرک وبدعت کی غلاظتوں سے پاک کرتے ہوئے لات، عزیٰ اور منات کو پاش پاش کر دیں۔ وہ ایسی صفات سے متصف ہوں جو مستقبل کی اسلامی ریاست میں حکمران، سپہ سالار، منتظم، معلم، تاجر، قاضی اور مبلغ کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے تاریخ انسانی کا نیا پہلو مرتب کریں۔ اس عظیم فریضہ کی تکمیل کے لیے سیدنا ارقم رضی اللہ عنہ نے اپنا مکان آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کر کے نہ صرف اس تقاضے کو پورا کیا بلکہ وہ اسلام کے عظیم معاون بھی کہلائے۔ اگر آپ ایسی خفیہ تربیت گاہ کا اہتمام نہ کرتے تو کھلم کھلا اور علانیہ تعلیم وتربیت میں مشرکین مکہ رکاوٹیں ڈالتے اور فریقین کے درمیان تصادم ہو سکتا تھا بلکہ ایسا ہو بھی چکا تھا' اگر یہ سلسلہ طول پکڑ جاتا تو مسلمانوں کے خاتمے کی نوبت آ سکتی تھی۔ چنانچہ یہی وجوہات تھیں جن کے پیش نظر آنحضرت ﷺ نے دارارقم کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا اور یہ سب کچھ کفار مکہ کی نظروں سے اوجھل تھا۔ (الرحیق المختوم ص 159)

دارِارقم کی سرگرمیاں کفار کی نظروں سے اوجھل کیوں رہیں؟

یہاں ایک اہم بات جواب طلب ہے کہ آخر بیت اللہ سے متصل ایک گلی میں صرف 35 یا 40 میٹر دور تعلیمی اور تدریسی دانشگاہ میں ہونے والی سرگرمیاں کفار کی نظروں سے کیوں اوجھل رہی تھیں۔ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ

۱۔ پہلی اور اٹل حقیقت یہ ہے کہ اسکا نظروں سے اوجھل ہونا معجزات نبویہ میں سے ہے اور ایسے معجزانہ طور پر کئی افعال وقوع پذیر ہو چکے ہیں۔ مثلاً ہجرت کے موقع پر اور غزوات نبویہ میں غیبی نصرت وغیرہ۔

۲۔ تاہم مؤرخین اور سیرت نگاروں نے اسکی مادی وجوہات بھی درج کی ہیں۔

ا بنو مخزوم اور بنو ہاشم میں روایتی عداوت اور باہمی کشمکش ایک مسلمہ حقیقت تھی۔ لہٰذا یہ اُنکے نزدیک بعید از قیاس تھا کہ بنو ہاشم کے چشم وچراغ اور فرزند عبداللہ' بنو مخزوم کے کسی فرد کا مکان اپنے زیر استعمال لا سکتے ہیں۔

ب مشرکین مکہ سیدنا ارقم رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کے بارے میں لاعلم تھے۔

ج سیدنا ارقم رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام کم سنی میں ہوا تھا۔ لہٰذا یہ حقیقت انکی فہم سے بالاتر تھی کہ سیدنا ارقم رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے کے بعد اپنا گھر اسلام کے لیے وقف کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اس خفیہ تدریسی مرکز میں کن نصابی نکات یا کتب کو اہداف تدریس بنایا گیا تھا اس کے بارے میں اب مؤرخین کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

دارارقم کا تدریسی نصاب

دارارقم میں نصابی کتب کی لمبی چوڑی فہرست نہ تھی جس چیز کو نصاب تعلیم میں مرکزی حیثیت حاصل تھی وہ کتاب الٰہی قرآن مجید ہی تھا جس کو زبانی یاد بھی کرایا جاتا تھا اور صحابہ کرام کو اُسکے معانی ومفہوم اور تفسیر کی تعلیم دی جاتی تھی۔ تاہم آپکی تعلیم کے تین بڑے بڑے اہداف تھے۔ ۱۔ توحید ۲۔ رسالت ۳۔ عقیدہ آخرت' کیونکہ نبوت کے چھٹے برس تک قرآن پاک کا جو حصہ نازل ہوا تھا اُن میں انہی عقائد کو بحث موضوع بنایا گیا تھا۔ تاہم اس کے ساتھ ساتھ سابقہ انبیاء کے حالات جن میں ہجرت فی سبیل اللہ اور استقامت کا پہلو نمایاں ہوتا تھا کی بھی تعلیم دی جاتی تھی۔ علاوہ ازیں تزکیہ نفس پر بھی زور دیا جاتا تھا۔ اس کے لیے ہمیں سورۃ مریم کی تلاوت کرنی چاہیے جو نبوت کے چھٹے برس سے پہلے نازل ہو چکی تھی اور سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے اسے نجاشی کے دربار میں عقیدہ توحید کی وضاحت کی غرض سے تلاوت فرمایا تھا۔ (الدر المنثور)

اس کے علاوہ درج ذیل اُمور کی بھی تعلیم دی جاتی تھی

۱ اہل ایمان کے غلبے اور کفار کے مغلوب ہونے کی بشارتیں۔ (خاتم الانبیاء ص 109)

۲ جذبہ قربانی اور مصائب پر صبر۔ ان تدریسی مراحل اور نصابی نکات سے کثیر التعداد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے استفادہ کیا ان میں کچھ السابقون الاولون میں سے تھے اور کچھ نئے اسلام قبول کرنے والے تھے۔ چنانچہ یہ نومسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کون کون سے تھے اُنکا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

دارارقم میں اسلام قبول کرنے والے صحابہ کرام

دارارقم میں دوران قیام درج ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسلام قبول کیا:

۱ سیدنا عاقل بن ابی بکیرؓ ۲ سیدنا ایاس بن ابی بکیرؓ

۳ سیدنا خالد بن ابی بکیرؓ ۴ سیدنا عامر بن ابی بکیرؓ
یہ چاروں حقیقی بھائی تھے اور سب سے پہلے دارارقم میں یہی اسلام لائے تھے۔ (طبقات ابن سعد جلد نمبر 3 ص 283)
۵ سیدنا مصعب بن عمیرؓ ۶ سیدنا طلیب بن عمیرؓ
۷ سیدنا عمار بن یاسرؓ ۸ سیدنا صہیب بن سنان رومیؓ
۹ سیدنا امیر حمزہؓ ۱۰ سیدنا عمر فاروقؓ
یہ ترتیب قبول اسلام کے حوالہ سے لکھی گئی ہے (راقم)
۱۱ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ سیدہ اُم الخیر سلمٰی بنت صخر رضی اللہ عنہا۔

یہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جن کا تذکرہ کرتے ہوئے مؤرخین نے واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ یہ آنحضرت ﷺ کے دارارقم میں قیام کے دوران مشرف بہ اسلام ہوئے۔

تاہم دو صحابہؓ اور ایک صحابیہؓ کے بارے میں صریحاً تو واضح نہیں لیکن قیاساً معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی اسی عرصہ میں ایمان لائے اور وہ درج ذیل ہیں۔ (۱) سیدنا زید بن سعیدؓ (۲) انکی زوجہ محترمہ سیدہ فاطمۃ بنت خطاب (۳) سیدنا ابو ذر غفاریؓ' اس طرح ان کی تعداد 13 ہو جاتی ہے تاہم اس کے علاوہ اور بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہوں گے مگر تاریخ میں واضح اس بارے میں نشان دہی نہیں کی گئی۔ واللہ اعلم۔ رسول کائنات ﷺ کے دارارقم میں شب و روز کیسے گزرتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعلیم و تربیت کے علاوہ آپ ﷺ کی اور مصروفیات کیا تھیں؟ مختصر طور پر ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

دارارقم میں پیغمبر اسلام ﷺ کی سرگرمیاں

دارارقم میں آپ کا زیادہ وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعلیم و تربیت میں ہی گزرتا تھا۔ نومسلم صحابہؓ کو قرآن پاک زبانی یاد کراتے جو دوسرے صحابہؓ یا صحابیاتؓ کو انکے گھر جا کر قرآن سکھاتے۔ جیسا کہ سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ اُخت عمر سیدہ فاطمۃ بنت خطابؓ اور اُنکے شوہر سعید بن زیدؓ کو انکے گھر جا کر تعلیم القران کے زیور سے آراستہ کرتے۔ کبھی کبھی تعلیم و تربیت کی نشست اتنی طویل ہو جاتی کہ آپ ﷺ رات دارارقم میں ہی بسر کرتے تھے تاہم آپکی مستقل رہائش سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں ہی تھی۔ دارارقم میں ایک جگہ کو باقاعدہ نماز کے لیے بھی مخصوص کیا گیا تھا۔ جہاں آپکے جانثار مروجہ طریقے کے مطابق نماز ادا کرتے تھے۔ تاہم نبی ﷺ گا ہے بگا ہے بیت اللہ میں جا کر نماز پڑھتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے بیت اللہ میں جا کر نماز میں سورۃ نجم کی تلاوت کی' جب آپ ﷺ نے سجدہ تلاوت کیا تو مشرکین مکہ نے بھی آپ ﷺ کے پیچھے سجدہ تلاوت کیا تھا۔ (بخاری)

سورۂ نجم نبوت کے پانچویں برس ماہ رمضان میں نازل ہوئی تھی جب کہ آپ دارارقم میں قیام پذیر تھے۔ لیکن رسول کائنات ﷺ مختلف لوگوں تک توحید و رسالت کا پیغام پہنچانے کے لیے مختلف مقامات پر بھی تشریف لے جاتے تھے۔ اسی دوران ایک مرتبہ عقبہ بن ابی معیط نے اپنا کپڑا آنحضرت ﷺ کے گلے میں ڈال کر انتہائی سختی سے کھینچا اور سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے آگے بڑھ کر عقبہ بن ابی معیط کو دور ہٹایا اور فرمایا ﴿اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ﴾ کبھی کبھی سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آپکے ہمراہ ہوتے' اسی دوران ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کو بھی بری طرح زدکوب کیا گیا۔ (السیرۃ النبویۃ از حافظ ابن کثیر جلد نمبر 1)

دارارقم میں معلم کائنات ﷺ کے قیام کا دورانیہ اور مدت

معلم کائنات علیہ السلام نے دارارقم میں نبوت کے پانچویں برس قدم رنجہ فرمائے' مہینہ کونسا تھا اس بارے وضاحت موجود نہیں تاہم شواہد بتاتے ہیں کہ رجب سے پہلے کا کوئی مہینہ تھا۔ اسکی حقیقت یوں آشکار ہوتی ہے کہ اسی سال جب ہجرت حبشہ اولیٰ ہوئی تو اُن مہاجرین حبشہ میں سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام جلد نمبر 1)

یہ ہجرت رجب کے مہینے میں ہوئی تھی' واضح ہو کہ سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ وہ صحابی رسول ہیں جو دارارقم میں ہی مسلمان ہوئے تھے۔ (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ)

جہاں تک دارارقم سے نکلنے کا تعلق ہے تو نبوت کے چھٹے برس ذوالحجہ کے مہینے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تھا اور اس کے بعد تمام صحابہ کرامؓ جن کی تعداد 40 یا اس سے زائد تھی نکل آئے اور بیت اللہ میں علانیہ نماز پڑھی۔ نبوت کے ساتویں برس آغاز ماہ محرم میں آنحضرت ﷺ کو شعب ابی طالبؓ میں محصور کر دیا گیا۔

درجہ بالا حقائق کے پیش نظر یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ کے قیام کا دورانیہ تقریباً ڈیڑھ برس سے کچھ زیادہ عرصہ پر مشتمل ہے تاہم بعض سیرت نگاروں اور مؤرخین نے مدت قیام 3 برس لکھی ہے لیکن اسکا ماخذ کیا ہے اس کے بارے میں مجھے کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ سوائے حافظ عراقی کے چند اشعار کے جن میں کافی حد تک ابہام پایا جاتا ہے۔ (دیکھئے: سیرت المصطفیٰ مولانا ادریس کاندھلوی)

دارارقم میں رسول کائنات ﷺ کی تدریسی سرگرمیوں کا اختتام اور بوقت خروج آپکی تعلیمات سے مستفید ہونے والے مسلمانوں کی کل تعداد کیا تھی آیئے اس کا جائزہ لیتے ہیں۔

جہاں تک مسلمانوں کی کل تعداد اور آپ ﷺ سے مستفید ہونے والے صحابہ کرام کا تعلق ہے تو واضح ہو کہ سیدنا عمرؓ دارارقم میں نبوت کے چھٹے برس ماہ ذوالحجہ میں سیدنا امیر حمزہؓ کے ایمان لانے کے بعد اسلام قبول کرنے والے سب سے آخری صحابی ہیں۔ سیدنا عمرؓ فرماتے ہیں کہ اُس وقت مسلمانوں کی کل تعداد 40 تھی مگر آپکا یہ فرمان محل نظر اور دیگر روایات کے ساتھ قابل تطبیق بھی ہے کیونکہ درج ذیل حقائق اسی حقیقت کی غمازی کرتے ہیں۔

۱ مؤرخین نے 40 سے زائد تعداد بیان کی ہے۔ مثلاً حافظ ابن کثیرؒ نے تعداد 40 سے زائد لکھی ہے۔ جبکہ مولانا شبلی نعمانی کے نزدیک مسلمانوں کی کل تعداد 50 سے زائد ہے۔ ڈاکٹر علی محمد الصلابی کہتے ہیں کہ سیدنا عمرؓ نے یہ تعداد صرف مردوں کی بتائی اور عورتوں کو اس میں شامل نہیں کیا' ان روایات سے یہ تعداد بہرصورت 40 سے زائد ظاہر ہوتی ہے۔

۲ راقم کی نظر میں مسلمانوں کی تعداد ایک سو سے بھی زیادہ تھی کیونکہ تاریخی حقائق درج ذیل طریقے سے اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ (۱) پچاس سے زائد صحابہ کرام وہ ہیں جن کے بارے میں صریحاً لکھا ہوا موجود ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کی دارارقم میں تدریسی سرگرمیوں کے آغاز سے قبل ہی اسلام قبول کر چکے تھے۔ 13 کے قریب وہ ہیں جن کے بارے میں باقاعدہ وضاحت موجود ہے کہ وہ دارارقم میں اسلام لائے اور عورتوں کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔ تفصیلات کے لیے طبقات ابن سعد اور حافظ ابن عبدالبر کی کتاب الاستیعاب اور دیگر کتب کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ (۲) جیسا کہ امام ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ ہجرت حبشہ ثانیہ نبوت کے پانچویں برس ہوئی۔ اس ہجرت میں 83 مرد اور 19 عورتیں شامل تھیں۔ اس

کے علاوہ مکہ میں بھی صحابہ کرام موجود تھے مثلاً سیدنا ابوبکر صدیقؓ، سیدنا خباب بن ارتؓ، سیدنا علیؓ، سیدنا زید بن حارثہؓ، سیدنا عامر بن فہیرہؓ، سیدنا واقد بن عبداللہؓ، سیدنا ارقمؓ بن ابی الارقم، سیدنا زید بن خطابؓ، سیدنا طلحہؓ بن عبیداللہؓ اور سیدنا بلالؓ جسکی وضاحت حافظ ابن کثیر نے بھی کی ہے۔ کچھ کفار کی قید میں تھے جنہیں اذیتوں سے دو چار کیا جا رہا تھا۔ اگر ان سب کی تعداد کو جمع کیا جائے تو یہ تعداد سو سے بھی تجاوز کر جاتی ہے۔ اب یہ وضاحت طلب بات ہے کہ پھر سیدنا عمرؓ نے 40 تعداد کیوں بتائی' مؤرخین نے اس کی یوں تطبیق کی ہے۔

۱ سیدنا عمرؓ جب ایمان لائے تو بہت سے مسلمان ایسے تھے جو مشرکین کی اذیتوں اور تکلیفوں کی وجہ سے اپنا اسلام مخفی رکھے ہوئے تھے جس کی وجہ سے آپ کو مسلمانوں کی صحیح تعداد کا علم نہ ہو سکا۔

۲ سیدنا عمرؓ نے 40 کی تعداد میں عورتوں کو شمار نہیں کیا کیوں کہ انہیں کمزور تصور کیا جاتا تھا اور انکا ذکر کرنا کوئی اعزاز نہیں سمجھا جاتا تھا۔ (سیرت عمر فاروق الصلابی ص 58)

۳ سیدنا عمرؓ کا فرمان کہ 40 تعداد پوری ہوگئی سے مراد صرف وہ صحابہ کرام ہو سکتے ہیں جو اس وقت دارارقم میں موجود تھے جیسا کہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کی تصدیق کی ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ سیدنا عمر فاروقؓ کے مسلمان ہونے تک جتنے صحابہ کرام اسلام لا چکے تھے سب نے دارارقم میں آنحضرت ﷺ کی تعلیم و تربیت سے استفادہ کیا ہوگا۔ واللہ اعلم!

آنحضرت ﷺ کے نکلنے کے بعد دارارقم کی عمارت پر کیا گزری؟

جیسا کہ گزر چکا ہے کہ نبوت کے ساتویں برس کے آغاز ہی میں ماہ محرم میں رسول کائنات ﷺ' بنو ہاشم کے ساتھ شعب ابی طالب میں محصور کر دیئے گئے تھے' دارارقم میں تدریسی سرگرمیاں مکمل طور پر ختم ہو گئی تھیں اور صحابہ کرام کی کثیر تعداد ہجرت حبشہ کی طرف گامزن ہو چکی تھی' اسی اثنا میں دارارقم میں کیا ہوا تاریخ اس بارے میں لب کشائی کرنے سے قاصر نظر آتی ہے۔ تاہم روایات سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ سیدنا ارقمؓ نے اپنا یہ مکان اپنی اولاد کے لیے وقف کر دیا تھا اور باقاعدہ ایک وقف نامہ لکھا تھا جس میں ہشام بن عاص اور انکے ایک غلام کو گواہ بنایا تھا۔ اس کے بعد خلافت راشدہ کا دور بھی گزر گیا اور خلافت بنو اُمیہ کے بعد جب خلافت عباسیہ میں خلیفہ ابو جعفر عبداللہ المنصور خلافت کے منصب پر متمکن ہوا تو اس نے زبردستی سیدنا ارقمؓ کے پوتے عبداللہ بن عثمان سے 17000 دینار کے عوض یہ گھر خرید لیا۔ (المستدرک حاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ ذکر الارقم)

خلیفہ منصور کے فوت ہو جانے کے بعد بطور وراثت خلیفہ محمد بن منصور المہدی اسکے وارث بنے۔ خلیفہ المہدی کے بعد خلیفہ کی لونڈی الخیزران جو موسیٰ ہادی اور ہارون کی والدہ تھی کی ملکیت میں یہ مکان آ گیا۔ کہا جاتا ہے کہ خیزران 171ء میں جب حج کرنے کے لیے آئی تو اس نے دارارقم کی جگہ پر مسجد تعمیر کرائی جو 24 فٹ لمبی اور 21 فٹ چوڑی تھی۔ بعد ازاں عباسی اور دوسرے خلفاء گاہے بگاہے اسکی تعمیر و ترقی کی طرف توجہ دیتے رہے۔ 1112ء کے بعد ابراہیم بک نے بنیادوں سے لیکر چھت تک پوری عمارت کی تجدید کی لیکن 1343ء میں یہ عمارت منہدم ہوگئی۔

ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں کہ جب شاہ سعود خاندان نے سعودی عرب کا انتظام وانصرام سنبھالا تو مفتی فضل اللہ بن محمد الحبیب نے یہاں مدرسہ قائم کیا۔ جب 1375ء میں سعودی حکومت نے حرم کی توسیع کا پروگرام بنایا تو اسے گرا کر یہاں تین منزلہ مکان بنایا گیا اور ایک مکان اس جگہ مخصوص کر دیا گیا جس کے دروازے پر دارارقم لکھا ہوا تھا بعد ازاں اسے بھی توسیع کی غرض سے گرا دیا گیا۔ فروری 2014 میں راقم عمرہ اور زیارت حرمین شریفین کی غرض سے گیا تو معلوم ہوا کہ وہاں اس عمارت کا نام ونشان تو درکنار اکثر لوگوں کو دارارقم کے بارے میں بھی معلوم نہیں تھا۔ چنانچہ راقم نے جب ایک مقامی باشندے سے دارارقم کے بارے میں پوچھا تو اسکا جواب بالکل ایسے اجنبی کا سا تھا جو اسکے بارے میں کوئی معلومات نہیں رکھتا۔

بقیہ تبرک کی شرعی حیثیت

مشروع ومستحب یا کارثواب ہوتا تو نبی کریم ﷺ ضرور لوگوں کو اس کی خبر دیتے اور خود ان کا شوق کرتے۔ تو جو شخص ان اعمال کو عبادت' طاعت اور تقرب گردانتا ہے وہ ان صالحین کے طریقہ پر نہیں اور اس نے ایسا دین بنا دیا جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی۔'' (اقتضاء الصراط المستقیم لابن تیمیہؒ)

شیخ سلمان بن عبداللہ بن محمد بن الوہابؒ نے آثار صالحین سے تبرک کے عدم جواز کی کئی وجوہات بیان کی ہیں' ان میں سے ایک وجہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ہم کسی شخص کے صالح ہونے کا تو گمان کر سکتے ہیں لیکن اس کے خاتمہ اعمال کے بارے میں کچھ نہیں جانتے اور اعمال کا دارومدار خاتمہ پر ہی ہے۔ تو ایسی صورت میں کسی شخص کے آثار سے تبرک نہیں حاصل کیا جا سکتا۔'' (تیسیر العزیز الحمید از شیخ سلیمان بن عبداللہ: ۱۸۶)

شیخ ابن بازؒ نے آثار صالحین سے تبرک سے متعلق ایک سوال کے جواب میں فرمایا:

''یہ (آثار صالحین سے تبرک) ایک منکر عمل ہے جو ناجائز ہے۔ کسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ مردوں یا ان کی قبروں سے تبرک حاصل کرے اور نہ ہی اللہ کے سوا کسی کو پکارے۔ اس لیے کہ عبادت اکیلے اللہ کا حق ہے اور صرف اسی سے برکت طلب کی جا سکتی ہے۔'' (مجموع فتاویٰ ومقالات متنوعہ لابن باز: ۴/۳۳۰)

اس مفصل بحث سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ آثار صالحین سے تبرک ایک غیر شرعی عمل ہے جس کی کوئی اصل نہیں۔ روئے زمین پر انبیاء کے بعد سب سے افضل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آثار صالحین (غیر نبی) سے نہ تو کبھی تبرک حاصل کیا اور نہ اس کی طرف رہنمائی کی' نہ اسے جائز سمجھا اور نہ اس پر عمل کیا۔ سلف صالحین اور ائمہ عظام نے بھی اس پر مطول ومدلل گفتگو کی ہے جس کا ماحصل یہی ہے کہ ایک ناجائز عمل ہے جو سد ذریعہ کے طور پر ممنوع ہے۔

اللہ رب العزت ہمیں ہر قسم کے مبتدعانہ عمل سے بچائے اور دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ آمین!

پاکستان کی خارجہ پالیسی

تحریر: جناب پروفیسر محمد یعقوب مسافر

پاکستان کی خارجہ پالیسی پر امریکی خواہشات اور مفادات کا رنگ ایک عرصہ تک غالب رہنے کے بعد اب جا کر کہیں اس کے نقوش مدھم ہوئے ہیں۔اس کی تفصیلات بڑی ہولناک بھی ہیں اور بڑی عبرت ناک بھی۔امریکہ کی سرشت میں یہ بدفطرتی شامل رہی ہے کہ اپنے حواریوں یا اتحادیوں سے کام نکالنے کے بعد ان سے کبھی وفا نہیں کرتا۔ان کی ذلت کا سامان کرنا اور ان کی عزت نفس کو کچلنے کے در پے رہنا اس کی فطرت ثانیہ ہے۔پاک وطن کے پہلے وزیراعظم لیاقت علی خاں نے خارجہ پالیسی کی پوری عمارت ''امریکہ دوستی'' کی بنیادوں پر استوار کی تھی۔اسی زمانے کے آس پاس کے دن تھے، پاکستان نے امریکا سے گندم منگوائی ،یہ گندم کراچی کی بندرگاہ پر اتاری گئی،وہاں سے اونٹوں پر لاد کر بندرگاہ سے کچھ فاصلے پر ٹرکوں کے ذریعے ملک کے مختلف علاقوں میں تقسیم کی گئی۔ امریکہ نے دیگر شرائط کے ساتھ ایک یہ شرط بھی عائد کی کہ پاکستانی اونٹوں کی گردنوں میں (Thank You America) شکریہ۔اے امریکہ! کی تختیاں لٹکائی جائیں۔اس وقت کے پاکستانی حکمرانوں کی مداہنت ملاحظہ کریں کہ ہر اونٹ کی گردن میں یہ شرم ناک سلوگن لٹکایا گیا۔

یہ سلسلہ چلتا رہا ،پاکستان نے اس ''محبوبہ'' کی ہر جفا کو وفا سمجھ کر اپنے عشق کی رسوائی کا سامان کیا۔وہ مرحلہ بھی آیا جب پاکستان اور بھارت کے مابین 1965ء میں جنگ چھڑ گئی،یہ جنگ کیوں ہوئی ،کیسے ہوئی،اس کا پس منظر ،پیش منظر ،تہ منظر کوئی راز نہیں رہا۔ اس کی تفصیلات کا یہ ہنگام نہیں ،عرض صرف یہ کرنا ہے کہ اس جنگ میں امریکہ نے بے وفائی اور بدعہدی کا بدترین مظاہرہ کیا۔6 ستمبر 1965ء کی صبح کو امریکی مقتدر طبقے پاکستانی حکمرانوں کو طنز آمیز جملوں پر مبنی ٹیلی فون کر رہے تھے۔ان میں سے پاکستان میں امریکی سفیر بھی تھا۔جس نے 6 ستمبر 1965ء کی صبح ایوب خان کو فون پر کہا ''بھارتیوں نے آپ کی گردن پکڑ لی ہے۔'' یہ جملہ بہت مشہور ہوا تھا۔اس جنگ میں امریکہ پاکستان کی ہر ممکن مدد کا پابند تھا،لیکن اس نے بدعہدی کی اور ہر قسم کے تعاون سے ہاتھ کھینچ لیا۔نہ صرف یہ کہ مدد ہی نہیں کی بلکہ جو فوجی ساز وسامان امریکی بندرگاہوں سے پاکستان کو ارسال کیا جا رہا تھا،وہیں سے انڈیا روانہ کر دیا گیا،وہ سامان سیدھا محاذوں پر انڈین آرمی کو پہنچا دیا گیا۔یہ سب کچھ اتنی جلدی میں کیا گیا کہ اس ساز وسامان پر (Ship to Pak) کی مہر بھی مٹائی نہ جا سکی۔اسی امریکی سرکاری مہر کے ساتھ یہ سامان مختلف سیکٹروں پر پاک فوج کے ہاتھ لگا تو یہ خوفناک انکشاف ہوا۔پھر 1971ء کی جنگ میں پاکستان کے ساتھ منافقت کا جو ناٹک امریکہ نے کھیلا اور پاکستان نے اس کے ہاتھوں جو زخم اٹھائے وہ تاریخ کا حصہ بن گئے ہیں اور امریکہ کا ساتواں بحری بیڑا منافقت اور عیاری کی ضرب المثل بن گیا۔

1971ء کی جنگ میں پاکستان کے ساتھ منافقت کا جو ناٹک امریکہ نے کھیلا اور پاکستان نے اس کے ہاتھوں جو زخم اٹھائے وہ تاریخ کا حصہ بن گئے ہیں اور امریکہ کا ساتواں بحری بیڑا منافقت اور عیاری کی ضرب المثل بن گیا۔

میر کیا سادہ ہیں، بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

بہرحال! 1971ء کے بعد پاکستانی قیادت نے امریکی منافقت سے جان چھڑانے کے عنوان پر سوچنا شروع کیا۔ایسا کرنا،سوچنا آسان نہیں تھا۔پاکستان بے شمار مسائل کا شکار تھا۔ان میں معاشی ، دفاعی اور سیاسی افراتفری جیسی ہولناک صورت حال سب سے اہم تھی۔لیکن جیسے بھی ہوا،اس ازلی ''بے وفا'' محبوب کے در سے پلو جھاڑ کر اٹھنے میں ہی عافیت سمجھی گئی اور ایٹمی صلاحیت حاصل کرنے کا فیصلہ ہوا۔

وفا کیسی ، کہاں کا عشق ، گر سر پھوڑنا ٹھہرا
تو پھر اے سنگ دل! تیرا ہی سنگ آستاں کیوں ہو؟

اس کے معاً بعد افغانستان پر روسی جارحیت کا عالمی سانحہ ہوا۔پاکستان اس سے قبل ہی اپنے پڑوس میں لگنے والی آگ کی تپش محسوس کر کے ضروری منصوبہ بندی کر چکا تھا۔کہنے والے کہتے ہیں کہ یہ امریکی لڑائی تھی جو پاکستان نے لڑی۔لیکن یا تو معلومات تک ان کی رسائی نہیں یا پھر نظریاتی اختلافات کی بنا پر وہ تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہیں۔یہ لڑائی پاکستان کی اپنی لڑائی تھی جو اس نے اپنے محدود وسائل سے شروع کی۔ 1979ء میں جب روسی افواج کے طیارے کابل ایئرپورٹ پر اتر رہے تھے ۔اس کے کچھ سال بعد تک امریکی دانشور دم سادھے اس کمیونزم کے سیلاب کو دیکھ کر ''ٹک ٹکی دیدم،دم نہ کشیدم'' کی مجسم تصویر بنے ہوئے تھے۔پاکستان تو 1979ء سے بھی قبل ٹھوس بنیادوں پر اپنا کام شروع کر چکا تھا۔جب افغان مجاہدین نے ''سخت جان'' ہونے کا مظاہرہ کیا تو امریکا کو پھر جا کر حوصلہ ہوا کہ اس خوفناک سیلاب کے آگے بند باندھنے والوں کے ساتھ شامل ہو کر چند مٹھی مٹی کی ڈالنے کی سعادت حاصل کر لے۔ورنہ اس کی ساری ''امداد'' جس کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے اس کی حیثیت دو چار مٹھی منی ڈالنے سے زیادہ نہیں۔اس آویزش میں پاکستان نے امریکہ کو ایک امدادی کے طور پر قبول تو کر لیا لیکن ''افغان وار'' سے چند قدم فاصلے پر ہی اسے رکھا حتیٰ کہ امریکی صدر بعض افغان لیڈروں سے ملاقات کو ہی ترستے رہے۔

1998ء میں بھارت نے ایٹمی دھماکے کے بعد پاکستان کو دھمکیاں دینا شروع کر دیں۔بھارتی قیادت تمام تر شرافت ونجابت چھوڑ کر اور پیشہ وارانہ اسلوب گفتگو ترک کر کے بدمعاشوں کی طرح بڑھکیں مارنے لگی تو پاکستانی قیادت نے چاغی کے پہاڑوں میں ایٹمی دھماکے کر کے حساب نہ صرف برابر کر دیا بلکہ بھارتی قیادت کو شرافت کی بولی کا سلیقہ بھی سکھا دیا۔پاکستانی وزیراعظم کی

اس موقع پر تقریر ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ پر مشتمل تھی۔ جس نے قوم کو ایمان افروز حوصلہ بخشا۔ یہ تقریر پاکستان کی خارجہ پالیسی میں واضح تبدیلیوں کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔ اس تقریر کی گونج ابھی تک باقی تھی کہ پاکستان کے ایک عاقبت نا اندیش جرنیل نے پاکستان کو پھر اندھیر نگری کا دیس بنا دیا۔

معاً بعد افغانستان پر امریکہ بہانے بناتے ہی چڑھ دوڑا، یوں امریکی مفادات کی قربان گاہ میں پاکستان کی آبرو کی قربانی دی جانے لگی۔ پاکستان میں نواز شریف کی حکومت کا خاتمہ صرف حکومت کی تبدیلی نہیں تھی بلکہ افغانستان پر امریکی یلغار کا دیباچہ تھی اور اس کے طویل مدتی استعماری منصوبے کا حصہ تھی۔ نام ''کارگل'' کا بدنام ہوا۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خاں کو پریشان اور بدنام کرنا اس آمر کی پاکستان دشمنی کا اظہار تھا اور پاکستانی خارجہ پالیسی میں دوبارہ امریکی مفادات سے وفاداری کا اعلان تھا۔

برصغیر کے میر جعفر اور میر صادق کے سلسلہ کی اس کڑی کا لوہا پگھلا تو پیپلز پارٹی کی حکومت بن گئی۔ یہ دور بھی محمد شاہ رنگیلا کے دور سے مختلف نہ تھا لیکن اس پانچ سالہ دور میں سیاست کے خارزاروں میں مثبت تبدیلیوں کے شگوفے پھوٹے۔ یہ تھا وہ عہد کہ ''حکومت جیسی بھی ہو، چلنے دو، اگر اچھا کام کرے گی تو عوام آئندہ الیکشن میں پھر ووٹ نچھاور کر دیں گے، برا کرے گی تو الیکشن ہارنے کی سزا پائے گی۔ جمہوریت جیسی بھی ہو، آمریت سے بہتر ہوتی ہے۔''

میاں نواز شریف اور ان کی ٹیم اس عہد پر کاربند رہی، اگرچہ یہ کام ہتھیلی پر انگارہ رکھنے کے مترادف تھا۔ اس جذبے کا ثمر تھا کہ پاکستان کی تاریخ میں مضبوط اپوزیشن ہونے کے باوجود حکومت گرانے کا کوئی نعرہ نہیں لگا۔ یہ تبدیلی پاکستانی سیاست کا وہ خوشگوار پہلو ہے جو پاکستان کے بدخواہوں کے پہلو میں تیر بن کر اتر گیا ہے۔ یہی سیاسی تبدیلی پاکستان کی خارجہ پالیسی کے نئے زاویے متعین کرنے میں معاون ثابت ہو رہی ہے۔ آج پاکستان کے دشمن اسی سیاسی تبدیلی کو پھر ہمارے وطن عزیز کی پرانی دھاچوکڑی میں تبدیلی کرنے کے لیے ہلکان ہو رہے ہیں۔ اس کے لیے دو عدد غیر سیاسی دماغوں کو انہوں نے اپنی مٹھی میں جکڑ رکھا ہے۔ جنھوں نے چند بے بنیاد الزامات پر طوفان اٹھا کر پاکستان کے معاشی، سیاسی اور اب دفاعی مفادات کو بھی خطرے میں ڈال رکھا ہے۔

2013ء کے الیکشن کی تیاریاں ہو رہی تھیں، ان دنوں پاک فوج کے سربراہ جنرل کیانی تھے۔ بقول جناب مرزا اسلم بیگ، امریکہ نے جنرل کیانی پر دباؤ ڈالا کہ 2013ء کے الیکشن کچھ اس ڈھب سے کرائے جائیں کہ میاں نواز شریف اور ان کی ٹیم اقتدار میں نہ آسکے۔ لیکن میرا قلم عقیدت و محبت کی ادبی گلکاریوں کے ذریعے جنرل کیانی کی استقامت کو سلام پیش کرنے کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ انہوں نے امریکہ کو صاف جواب سنا دیا اور یوں چند سالوں بعد پاکستان کی خارجہ پالیسی کو وطن عزیز کے مفادات سے دوبارہ ہم آہنگ کرنے کے امکانات روشن ہو گئے لیکن ابھی نئی حکومت سنبھلنے بھی نہ پائی تھی کہ وطن دشمن طاقتوں کی خواہشات نے بھرپور انگڑائی لی، ان کے اشاروں پر دو عدد غیر سیاسی ذہنوں نے منصوبہ بندی کی اور

پچھلے دنوں پاکستان کی وزات خارجہ نے افغان حکومت کو ایک خط تحریر کیا ہے جو پاکستان کی خارجہ پالیسی کی نئی جہتوں کی نشان دہی کرتا اور اس بارے میں ایک خوشگوار صبح طلوع ہونے کی امید دلاتا ہے۔

اسلام آباد میں وہ کچھ ہوا جو ہر لحاظ سے شرم ناک تھا۔ مجھے کہنے دیجیے کہ عمران خان اپنے اس نام نہاد مارچ کو سونامی قرار دے رہے تھے کہ جو ہر لحاظ سے تباہی اور بربادی کی علامت تھا۔ اس کو ''سونامی'' سے ''آزادی مارچ'' کا سہانا نام دینے کا سہرا کس کے تفکر کا شہپارہ تھا؟ وہ حضرت طارق جمیل ہیں جنھوں نے کتے کو بکرے کا نام دے کر ذبح کرنے کا مشورہ دیا۔

یہ بات بھلائے نہیں بھولتی کہ جب عمران خان کنٹینر پر کھڑے ہو کر کہتے تھے کہ نواز شریف کو اب سعودی عرب بچا سکے گا اور نہ ہی چین، یہ بہت زہریلا بیان تھا اور پاکستان کے مفادات کے خلاف سراسر بغاوت تھی۔ یہ فعل پاکستان کی خارجہ پالیسی کی مستحکم بنیادوں کو اکھاڑنے کے مترادف تھا۔ اس مختصر تحریر میں ان دو ''کزن'' تحریکوں کے تمام پہلوؤں پر تبصرہ ممکن نہیں۔ لیکن بات یہ ہے کہ پیپلز پارٹی کے اختتام پذیر دور حکومت کے آخری مہینوں میں ایک کینیڈین شہری کا تین روزہ دھرنا ایک ریہرسل اور مشق تھی ورنہ اس حکومت کو دو چار ماہ بعد از خود تحلیل ہو جانا تھا۔ ان کے خلاف دھرنا ایک بہروپ تھا، یہ دھرنا اصل میں نواز شریف کے خلاف چلائی جانے والی خوفناک تحریک کی مشق تھی۔

عمران خان اور کینیڈین شہری نے پاکستان کو دنیا کی بدترین ریاست ثابت کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ اس کے لیے انہیں جو بھی الزام لگانا پڑا، لگایا اور جو بھی زبان استعمال کرنا پڑی، کی، مقصد تین تھے:

- پاکستان کو برائیوں کا مرکز قرار دیا جائے۔ اس کا کوئی روشن پہلو روشن نہ رہنے دیا جائے، یوں پاکستان کو دنیا میں تنہا کر دیا جائے۔ چین جیسے مخلص دوست کا صدر پاکستان نہ آسکا۔ یہ کوئی معمولی بات نہ تھی۔ اس کے پیچھے پاکستان کو اس کے دوستوں سے محروم کرنے کی بین الاقوامی سازش کارفرما تھی۔
- یہ بدیہی امر ہے کہ دوستوں کے محروم ہو جانے کے بعد پاکستان کی خارجہ پالیسی بھی بری طرح زد میں آجاتی۔
- پاکستان میں سیکولر ذہنیت کی آبیاری کی جاسکے۔ اسی لیے ان دھرنوں میں ہر دو لیڈروں کے ساتھ وہ شخصیات کھڑی تھیں، پاکستانی سیاست میں جن کا نام کوئی بھی نہیں جانتا، لیکن ان کی غیر اسلامی ذہنیت کے حوالہ سے ہر کوئی واقف ہے۔ مثلاً عمران خان نے اعلان فرمایا کہ میں اقتدار میں آیا تو وزیر خزانہ میاں عاطف کو بناؤں گا۔ ''میاں عاطف'' کو کون نہیں جانتا، موصوف قادیانی ہیں اور بیرون ملک مقیم ہیں۔

قادری صاحب کا دھرنے سے قبل ایران کا دورہ بڑا معنی خیز تھا۔ بعد کے واقعات نے ان کے اس دورہ کے مقاصد کو خفیہ نہیں رہنے دیا۔ اس کے ساتھ ہی انڈیا میں ''صوفی کانفرنس'' جس کی میزبانی بھارتی حکومت نے کی، اس میں قادری صاحب کا خطاب دو قومی نظریہ کے سراسر خلاف تھا، یہ ایک طرح کی ''اکھنڈ بھارت'' کی راگنی تھی۔ ان کے ساتھ ایک اور صاحب جو ''صوفی سنگر'' کے طور پر معروف ہیں اور راقم الحروف کے آبائی علاقے کے رہنے والے ہیں انہوں نے اس ''صوفی

جو عالم ایجاد میں ہے صاحب ایجاد

تحریر
جناب پروفیسر عبدالعظیم جانباز

بنیادی دینی تعلیم ہر شخص کے لیے ضروری ہے، لیکن علوم دینیہ میں اختصاص، کمال اور مہارت ہر شخص کے لیے لازمی نہیں۔ اگر ہر شخص علم دین میں اختصاص پیدا کرنے لگے گا تو عصری علوم کے ماہرین کہاں سے آئیں گے جن کے بغیر دنیا میں قوت وطاقت اور عزت واقتدار کا تصور نہیں کیا جا سکتا اور نہ کوئی زندہ اور ترقی یافتہ قوم ان علوم کو نظر انداز کر سکتی ہے۔ انسان کے دوشِ ناتواں پر خلافت کا بارگراں ڈالا گیا ہے۔ خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے لیے دنیا کے انتظام وانصرام، ایجادات اور ہر ہنر کا جاننا ضروری ہے، اس لیے عصری علوم بھی دینی علوم ہیں۔

بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ آج ہم نے دینی اور دنیاوی علوم کے جدا جدا راستے بنا دیئے، حالانکہ یہ نظریہ اور تصور صریحاً قرآن کے خلاف ہے، قرآنِ پاک کی تقریباً 75 فی صد آیات کا تعلق نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، دیگر معاملات اور آخرت کے ساتھ ہے اور باقی 25 فی صد آیات کا تعلق براہِ راست سائنس وٹیکنالوجی کے ساتھ ہے۔ تو پھر ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ دنیاوی علوم ہیں اور زیادہ تر انہی آیات پر غور وفکر اور تدبر کی دعوت بھی دی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کو اشیاء کے اسماء کا علم سکھایا تھا، مفسرین نے لکھا ہے کہ اسماء سے مراد مسمیات یعنی اشیاء کے خواص ہیں اور اسی کا نام سائنس ہے۔ اگر مسلمان چاہتے ہیں کہ وہ دنیا میں دوسری قوموں سے پیچھے نہ رہیں، اگر وہ یہ چاہتے ہیں کہ دوسری قوموں کی جارحیت کا نشانہ نہ بنیں، اگر وہ چاہتے ہیں کہ زمانہ کا رولر انہیں پامال کرتا ہوا آگے نہ بڑھے، اگر وہ چاہتے ہیں کہ ایجادات وانکشافات میں ان کا بھی حصہ ہو، اگر وہ چاہتے ہیں کہ دنیا میں ناقابل تسخیر قوم بن جائیں، تو جدید علوم میں دست گاہ اور مہارت حاصل کرنا ہوگی کہ اس کے بغیر طاقت اور ترقی کا کوئی تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اقبال کی یہ تعلیم بالکل درست ہے کہ

جو عالم ایجاد میں ہے صاحب ایجاد
ہر دور میں کرتا ہے طواف اس کا زمانہ

مسلمانوں نے اپنی پوری تاریخ میں وقت کے علوم کی تحصیل پر توجہ کی۔ بنو عباس کی حکومت کے زمانہ میں جب یونانی علوم کا ستارۂ اقبال بلند ہوا اور ان علوم کے ذریعہ عقیدہ اسلامی پر تاخت وتاراج شروع ہوئی تو مسلمان علماء اور بالخصوص امام غزالی نے ان جدید علوم کو داخل نصاب کیا اور انھیں اسلام کے دفاع کا ذریعہ بنایا۔

حالاتِ حاضرہ کا گہرا مطالعہ کیا جائے تو ہمیں نظر آتا ہے کہ عالمی سطح پر مسلمانوں کی شکست اور ہزیمت کا اور دوسری قوموں کی فتح مندی کا بنیادی سبب مسلمانوں کا صنعت اور ٹیکنالوجی میں پیچھے رہ جانا ہے۔

مسلمانوں نے ان علوم میں مہارت پیدا کر لی تھی، جس طرح یونانی علوم اسلامی علوم نہیں تھے، لیکن مسلمانوں نے ان کو سیکھا۔ اسی طرح مغربی علوم بھی اسلامی نہ سہی لیکن مسلمان ان جدید علوم میں پہلے ہراول دستہ کی حیثیت رکھتے تھے اور مسلمانوں ہی سے یورپ نے ان علوم کو حاصل کیا تھا۔ اب اگر مسلمان ان کو سیکھیں گے تو خود اپنی ہی گمشدہ میراث کو حاصل کریں گے، لیکن مسلمانوں نے اپنے دور تنزل میں علم کو جدید وقدیم اور دینی ودنیوی کے خانوں میں تقسیم کر دیا۔ اس تقسیم پر ان کو ایسا اصرار ہے جیسے یہ بھی کوئی شرعی تقسیم ہو اور منزل من اللہ ہو، جیسے ہر قدیم مقدس ہو اور ہر جدید مکروہ۔ اس خود ساختہ اور غلط تقسیم کا نتیجہ یہ ہے کہ مدارس دینیہ کے فضلاء اور عصری دانش گاہوں کے فارغین کے درمیان بیگانگی کے پردے حائل ہو گئے ہیں۔ ایک زمانہ کے تقاضوں سے ناواقف اور طاقت کے سرچشمہ سے بے خبر اور دوسرا احکام دین سے ناآشنا اور ملت کے مسائل سے بیگانہ۔ ایک کے پاس وہ کشتی نہیں جو طوفانوں کا مقابلہ کر سکے، دوسرے کے پاس کشتی ہے لیکن ساحل نجات کا اسے علم نہیں۔

اب وقت آ گیا ہے کہ اس خلیج کو پاٹنے کی سنجیدہ کوشش شروع کی جائے۔ دینی تعلیم کے جو مدارس ہیں ان میں جدید علوم اس حد تک ضرور داخل کیے جائیں کہ مدارس عربیہ کا فارغ التحصیل زمانہ کے تقاضوں کو سمجھ سکے اور صحیح رہبری کر سکے۔ اسی طرح مسلمانوں کے عصری تعلیم کے اداروں میں دینی تعلیم اتنی ضرور دی جائے کہ طالب علم کو حلال وحرام کا فرق معلوم ہو اور وہ اپنے اسلامی تشخص کے بارے میں غیرت مند اور باحمیت ہو۔

حالاتِ حاضرہ کا گہرا مطالعہ کیا جائے تو ہمیں نظر آتا ہے کہ عالمی سطح پر مسلمانوں کی شکست اور ہزیمت کا اور دوسری قوموں کی فتح مندی کا بنیادی سبب مسلمانوں کا صنعت اور ٹیکنالوجی میں پیچھے رہ جانا ہے۔ مسلمان اپنی علمی اور صنعتی پسماندگی کی وجہ سے دوسری قوموں کی جارحیت کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ قرآن اور سیرت کے مطالعہ سے ہمیں وقت کے علوم کے حصول کی صرف نصیحت نہیں بلکہ تاکید اور تلقین بھی ملتی ہے۔ لیکن ہمارا دین کا مطالعہ اتنا ناقص اور نقطۂ نظر اتنا محدود ہے کہ ہم نے صرف مسجدوں میں نماز کی ادائیگی کو ہی دین سمجھ لیا ہے۔ بلاشبہ مسجدوں میں نماز کی ادائیگی ضروری ہے، روزہ، زکوٰۃ اور حج اسلامی فرائض ہیں، لیکن دفاع کے لیے قرآن میں جہاد اور بلند ترین معیار کی اسلحہ سازی (جدید ٹیکنالوجی) کے احکامات بھی موجود ہیں جن کا تذکرہ کبھی کسی واعظ کی زبان پر نہیں آتا، مسلمان حکومتوں کے لیے ان پر عمل فرض ہے۔ افسوس ہے کہ خلیجی ممالک نے سیال سونے کے سمندر سے مالا مال ہونے کے بعد بھی قرآن کریم کے حکم کو پامال کیا اور پوری قوم کو صارفین کی قوم بنا دیا۔ حالانکہ اس بے پناہ دولت سے صنعتی انقلاب آ سکتا تھا۔ مسلم اور غیر مسلم ممالک میں ایسے حق پرست اور بے باک علمائے دین نہیں جو جرأت اور استقامت کے ساتھ شہنشاہوں کا گریبان پکڑ سکیں اور ان کی غلطی پر ٹوک سکیں۔ قرآن اور حدیث کی ایسی تعلیم کا کیا فائدہ جو انسان کو حق گو اور حق پرست نہ بنا سکے۔

جہاد کے صحیح تصور کو سامنے لانے کی ضرورت ہے، فضائل نماز اور فضائل ذکر کی طرح فضائل جہاد اور فضائل عصری تعلیم و جدید ٹیکنالوجی بھی مرتب اور اس کی اہمیت کو اُجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔ تاکہ جدید اسلحہ سازی اور اعلیٰ درجہ کی ٹیکنالوجی کے حصول کو دینی ضرورت اور شرعی حکم سمجھا جائے تاکہ مسلم حکومتیں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ تاکہ مسلمان دنیا میں طاقتور ہوں، تاکہ دوسری قومیں مسلمانوں کو روند نہ ڈالیں، مسلمان ممالک کو پامال اور شکستہ حال نہ کر ڈالیں، علم کی غلط طور پر دینی اور دنیوی تقسیم کی بیخ کنی کی ضرورت ہے۔ مسلمانوں کو یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ جدید علوم وفنون، صنعت وحرفت اور ٹیکنالوجی کا حصول بھی دینی کام ہے کہ اس کے بغیر مسلمانوں کی عظمت رفتہ بحال نہیں ہوسکتی ہے۔ مسلمان اگر عظمت کی بازآفرینی کے لیے جدید علوم میں امامت کا مقام حاصل کریں گے تو وہ عنداللہ بھی ماجور ہوں گے اور دنیا میں بھی معزز ہوں گے۔

سائنس اور ٹیکنالوجی میں مہارت مسلمانوں کے لیے ضروری ہے، سائنس اس کائنات کے بارے میں اکتساب علم کا نام ہے اور اس علم اور تجربہ کو عملی لباس پہنانا ٹیکنالوجی ہے۔ قرآن مجید میں نظام کائنات پر غور وفکر اور تدبر کرنے اور آفاق وانفس کا مشاہدہ کرنے کی دعوت دی گئی ہے، یہی سائنس کا مفہوم ہے۔ قرآن مجید میں طاقت اور بلند معیار کی اسلحہ سازی کا حکم ہے اور یہ چیز ٹیکنالوجی کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔ یہ سمجھ لینا کہ جدید تعلیم محض دنیاوی چیزیں ہیں اور اسلام سے ان کا رابطہ تعلق نہیں، انتہائی غلط تصور ہے۔

اسلام کے جامع نظام کو ذہن نشین کرنے اور کروانے کی ضرورت ہے۔ یہ بات ہمیشہ مستحضر رکھنے کی ہے کہ اسلام کا مقصد دنیا اور آخرت دونوں زندگیوں کو بہتر بنانا ہے، جب تک یہ چیز حاصل نہیں ہوگی دین کا تصور محدود ہوگا اور مسلمان کبھی اس دنیا میں سربلند اور باعزت نہیں ہوسکیں گے۔ ایک اچھے صاحب ایمان اور صاحب اخلاق انسان ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مسلمان کے لیے جدید علوم وفنون سے لیس ہونا بھی ضروری ہے۔ حدیث میں حکمت اور علم کو مسلمانوں کی گمشدہ میراث قرار دیا گیا اور اس پر مسلمان کا استحقاق دوسروں سے بہت زیادہ ہے۔ عبادت اور خلافت دونوں کے تقاضوں کو ہم آہنگ اور باہم مربوط کرنا ایک مسلمان رہبر عالم دین کی بہت بڑی ذمہ داری ہے اور جو عالم دین اس ذمہ داری کو پورا نہیں کرتا اس کی رہبری عام اور ناتمام ہے، اس کی فکر ناقص اور نامکمل ہے۔ ایمان اور علم جدید کی اس جامعیت کے بغیر اور روحانی ومادی طاقت کے امتزاج کے بغیر مسلمان ذہنی کمال، قوت اختراع اور عزت وشوکت سے محروم رہیں گے۔ دینی کام کرنے والی شخصیتیں اور جماعتیں جس قدر جلد اس حقیقت کو سمجھ لیں اتنا ہی ان کے حق میں اور تمام مسلمانوں کے حق میں بہتر ہے۔ مسلمانوں نے اپنی تاریخ میں ہمیشہ روحانی اور مادی دونوں طاقتوں کو بہم کیا اور پھر مسبب الاسباب پر بھروسہ کیا، لیکن اسباب کا کبھی انکار نہیں کیا، کیونکہ یہ اسباب بھی مسبب الاسباب کے پیدا کردہ ہیں اور ان کو اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

تقریروں میں اسباب کی نفی کرنا اور خوارق عادات اور کرامات کے قصے سنانا، مچھروں کو چھاننا اور اونٹ کو نگل جانا امت کی ہمالیائی غلطیوں سے بے خبر رہنا اور داڑھیوں کا طول وعرض ناپنا، مثبت اور تعمیری انداز فکر نہیں ہے۔ یہ سب بے عقلی، بے عملی، بے خبری، تعطل اور خواب غفلت کا وہ انجکشن ہے جس سے مسلمان اور بھی زیادہ تنزل کا شکار ہوتے چلے جائیں گے۔

یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جب مسلمانوں نے آفاق وانفس پر غور وفکر کے نتیجہ میں سائنس کو اپنی دسترس میں کرلیا تو سائنسی علوم خدمت خلق کا ذریعہ بنے اور ان سے فلاح وبہبود کا کام لیا گیا اور سائنس اور خدا پرستی میں کوئی ٹکراؤ نہیں ہوا۔ لیکن جب سائنس پر یورپ کی قوموں کا قبضہ ہوا تو انہوں نے سائنس کو الحاد اور بے دینی کے فروغ کا ذریعہ بنالیا اور نئی دریافتیں دنیا میں شروفساد کے پھیلانے کا ذریعہ اور وسیلہ بن گئیں۔ اقبال کی آواز فضا میں اب بھی گونج رہی ہے۔ کہ ؎

علم ہمہ ویرانہ زچنگیزی افرنگ
معمارِ حرم، باز بہ تعمیرِ جہاں خیز
از خوابِ گراں خوابِ گراں خوابِ گراں خیز

(فرنگیوں کی چنگیزی سے پوری دنیا ویران ہے، حرم کے معمارو! دنیا کی تعمیر کے لیے دوبارہ اٹھو، گہری نیند، گہری نیند، گہری نیند سے اٹھو۔)

پاکستان کی خارجہ پالیسی

کانفرنس'' میں رام اور رحیم کے فرق کو بے معنی قرار دیا اور تقسیم ہند کے خلاف مفہوم رکھنے والی باتیں ارشاد فرمائیں۔ اس سارے منظرنامے میں انڈیا اور افغانستان کی پاکستان دشمنی اور ایران کا بھارت کے ساتھ ''گٹھ جوڑ'' کہنے والوں کو بہت سی باتیں کہنے پر مجبور کرتا ہے اور پاکستان میں چلنے والی ''حکومت مخالف تحریک'' جو صرف حکومت مخالف نہیں ''بہت کچھ'' مخالف ہے، کے کئی خفیہ گوشوں کو بے نقاب کرتا ہے۔

پچھلے دنوں پاکستان کی وزات خارجہ نے افغان حکومت کو ایک خط تحریر کیا ہے جو پاکستان کی خارجہ پالیسی کی نئی جہتوں کی نشان دہی کرتا اور اس بارے میں ایک خوشگوار صبح طلوع ہونے کی امید دلاتا ہے۔ (CPEC) کے نام سے ''پاک چائنہ اشتراک'' ایک بہت بڑے عالمی طاغوت سے پاکستان کی آزادی کا آغاز ثابت ہوگا۔ ان شاء اللہ۔ اس کے مختلف اجلاسوں میں قائد اہلحدیث حضرت پروفیسر ساجد میر صاحب نے بھی شرکت فرمائی۔ مطلع صاف ہے۔ اب کوئی سی دھند نہیں' پاکستان نے کچھ فیصلے کر لیے ہیں۔ ہم نے ایک بے وفا معشوق کی مہلک عشوہ طرازیاں برداشت کرتے پون صدی گزار دی ہے۔ یہ روایتی محبوب اردو ادب سے واقف ہو تو عرض کروں۔

بس یہی نا، تڑپ کے کاٹی رات
تم نہ آئے تو کیا سحر نہ ہوئی؟

چینی صدر کا بھارت کا موجودہ دورہ اور اس سے چند معاہدے اور بنگلہ دیش میں سرمایہ کاری کا اعلان، علاقے میں اس کی متوازن اور مثبت پالیسی کی بنیاد ثابت ہوگا اور ایک بڑے تھانیدار کے اثر ورسوخ کی ہلاکت آفرینیوں کو اس علاقے سے دیس نکالا مل جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

خطیب کے ضرورت مند

⊙ اردو کے خطیب' ممتاز عالم دین اگر ضلع لاہور کی کسی جامع مسجد اہل حدیث میں ضرورت ہو تو صرف خطبہ جمعہ کے لیے رابطہ فرمائیں۔

رابطہ: (مولانا) محمد عبداللہ امجد کھوکھر اوکاڑہ

0305-7120500

مشاہدات وتاثرات

16 دسمبر 1971ء کا سانحہ!

تحریر: جناب مولانا محمد یوسف انور

ملکی تاریخ میں 16 دسمبر 1971ء کا سانحہ نا قابل فراموش ہے جب دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت ٹوٹ گئی اور ملک کے دونوں حصے مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان ایک دوسرے سے الگ ہو گئے۔ اس میں دشمنوں کی دشمنی کے ساتھ اقتدار کی ہوس میں مبتلا سیاستدانوں کی عاقبت نا اندیشی کا بھی بہت بڑا دخل ہے۔

ہمارے جو اکابر تحریک پاکستان میں مسلم لیگ کا ساتھ دے رہے تھے اور مسٹر جناح کے دوش بدوش ہندوستان کے دور دراز علاقوں میں ان کے ہمراہ جا کر تحریک پاکستان کو فروغ دے رہے تھے جن میں مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی، مولانا سید داود غزنوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، لکھوی اور روپڑی بزرگ اور ان حضرات کے عقیدت مند اور نوجوان علماء وصلحاء کی بڑی تعداد پاکستان کے قیام کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا رہے تھے۔ ان سب کے پیش نظر یہی مقصد وحید تھا کہ بقول قائد اعظم پاکستان اسلام کی تجربہ گاہ ہوگا اور اس میں چودہ سو سال قبل کا رسول اللہ ﷺ کا لایا ہوا نظام اسلام جو ایک مکمل نظام حیات ہے کا عملی نفاذ ہوگا اور ملک کے دونوں حصوں کو رشتہ اسلام ہی متحد رکھ سکے گا۔

قیام پاکستان کے بعد اسی اسلام کی محبت ویگانگت نے ۱۹۵۶ء میں آئین کی تشکیل دی جو دونوں صوبوں میں برابر کی نمائندگی کے اصولوں پر بنایا گیا تھا۔ لیکن افسوس کہ جنرل ایوب خان نے مارشل لاء لگا کر ۱۹۵۶ء کے پارلیمانی دستور کو منسوخ کر کے نہ صرف اسلام کی بنیاد ڈھا دی بلکہ بنگالیوں میں یہ خوف بھی پیدا کر دیا کہ اب مغربی پاکستان ہم پر فوج کے بل بوتے پر حکمرانی کرے گا۔ چنانچہ ان میں احساس محرومی ایسا پیدا ہو گیا جس کا ذکر اکثر کیا جاتا ہے۔ نتیجتاً شیخ مجیب الرحمٰن نے "را" سے تعلقات استوار کر کے علیحدگی کے لیے سوچنا شروع کر دیا۔ اب ہندوستان کی اسے پوری طرح سرپرستی اور مالی وعسکری امداد حاصل ہو گئی۔ بالآخر وہ پر آشوب حالات پیدا ہو گئے کہ انتخابات کے نتیجہ میں کامیاب ہونے والی مجیب الرحمٰن کی اکثریتی پارٹی عوامی لیگ کو حکومت نہ دی گئی اور کھلم کھلا علیحدگی کے نعرے بلند ہونے لگے۔ یہاں تک کہ مجیب اور ہندوستان کی ملی بھگت نے پاکستان توڑ دیا۔ مسٹر بھٹو کی پیپلز پارٹی مغربی پاکستان میں کامیاب ہوئی بھٹو صاحب نعرہ زن ہوئے کہ ادھر ہم اور ادھر تم۔

چند روز قبل میں مولانا اسحاق بھٹی مرحوم کی تصنیف "مرکزی جمعیت اہل حدیث کی کانفرنس میں پڑھے گئے استقبالیہ وصدارتی خطابات" پڑھ رہا تھا تو جمعیت کی تیسری

بقول قائد اعظم پاکستان اسلام کی تجربہ گاہ ہوگا اور اس میں چودہ سو سال قبل کا رسول اللہ ﷺ کا لایا ہوا نظام اسلام جو ایک مکمل نظام حیات ہے کا عملی نفاذ ہوگا اور ملک کے دونوں حصوں کو رشتہ اسلام ہی متحد رکھ سکے گا۔

کانفرنس جو ۳/۴ اپریل ۱۹۵۵ء کو لائل پور دھوبی گھاٹ میں منعقد ہوئی تھی اس کے خطبہ صدارت میں مولانا سید داود غزنویؒ کے چچا زاد بھائی مولانا محمد اسماعیل غزنویؒ نے ملکی حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے بصیرت افروز تبصرہ اس طرح فرمایا تھا:

"حضرات! آج ملک میں مسائل کا ایک انبار ہے جو ہمارے ارد گرد بکھرا پڑا ہے ان میں سے اکثر کے سلجھاؤ کی صورت صرف یہ ہے کہ اس ملک میں اسلامی نظام حکومت قائم کیا جائے مشرقی اور مغربی پاکستان کے دونوں بازوؤں کے اختلافات جو ہمارے سیاستدانوں کی عاقبت نا اندیشی نے پیدا کر دیئے ہیں اور ان میں حقوق کا جو اصول کھڑا کر دیا گیا ہے اس کے علاوہ اردو بنگالی زبان کا جو جھگڑا دونوں قطعۂ ارضی میں چل نکلا ہے اس کے سلجھاؤ کا زیادہ تر تعلق اس امر سے ہے کہ آپ یہاں اسلامی نظام حکومت قائم کر دیں۔ اگر ملک کے دونوں بازوؤں کے درمیان مصالحت کا تعلق صرف اسلام سے ہو تو معاملہ بہت جلد حل ہو سکتا ہے لیکن افسوس ہے کہ یہاں اسلام کو ثانوی حیثیت بھی نہیں دی جا رہی۔

اگر آپ پاکستان کے گذشتہ سات سالہ دور حکومت پر نظر ڈالیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ پاکستان کے برسر اقتدار طبقے نے اپنے عوام کی ضروریات اور ان کے رجحانات کا بہت کم خیال رکھا ہے۔ یہ اسلامی دستور کس قدر اہم اور بنیادی مسئلہ ہے۔ درحقیقت یہی ایک ایسا مسئلہ ہے جو تقسیم ہند کا باعث ہوا اگر تحریک پاکستان کے بانی اپنی تقریروں اور تحریروں میں اسلام کا نام نہ لیتے اور اس ملک میں اسلامی نظام حیات کے نفاذ کے وعدے نہ کرتے تو یقیناً مسلمانوں کی ایک بڑی اکثریت ان کا ساتھ نہ دیتی۔ اسلام اور اس کی ترویج مسلمان کے نزدیک سب سے اہم مسئلہ ہے اور اس کے تحفظ وبقاء کے لیے وہ ہر قربانی دینے کو ہمہ وقت تیار ہے۔ تحریک پاکستان کے دوران میں اور اس کے بعد اس نے جو قربانیاں پیش کیں وہ اس کا بین ثبوت ہیں۔"

مولانا غزنویؒ نے آگے مزید فرمایا:

"میں اس پلیٹ فارم سے حکومت کے ارباب اختیار کی خدمت میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ مسلمان سب سے پہلے مسلمان ہے اور اسلام پر وہ ہر شے ہر وقت قربان کر دینے کو تیار رہتا ہے۔ آج ہمارا مطالبہ یہی ہے کہ اس ملک میں اسلامی نظام حیات کا نفاذ کیا جائے اور قرارداد مقاصد کی بنیادوں پر اس ملک کی آئینی گاڑی کو چلایا جائے۔ ان بنیادی واساسی ترجیحات کو پیش نظر رکھا جائے جو آج سے چار سال پیشتر ہر طبقہ وخیال کے علماء نے تیار کی تھیں۔ پاکستان کے مسلمان ان مواعید کو ہرگز فراموش نہیں کر سکتے جو قائد اعظم محمد علی جناح اور لیاقت علی خاں یا دوسرے اکابر قوم نے پاکستان کی بنیادی اینٹ رکھتے وقت ان سے کیے تھے۔ ہم اپنے ملک کے ارباب اختیار کی خدمت میں یہ عرض کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ وہ جن لوگوں کی مسند اقتدار پر فائز ہیں ان کے ساتھ کیے گئے وعدوں کو طاق نسیاں کی زینت نہ بنائیں۔ اقتدار کسی ایک شخص کے پاس رہنے والی چیز

نہیں بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر اگر میں یہ کہوں تو بالکل صحیح ہوگا کہ دنیا میں اقتدار ہی وہ شے ہے جو سب سے زیادہ ناپائیدار اور قطعی غیر تسلی بخش ہے۔"

قارئین کرام! مولانا سید محمد اسماعیل غزنوی رحمہ اللہ کے خطبۂ صدارت کی یہی سطور میرے اس قلم سے لکھنے کا سبب بنیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ ہمارے اسلاف دینی خدمات' درس وتدریس اور مسلکی تبلیغ واشاعت کے ساتھ ساتھ کس قدر سیاسی بصیرت اور خداداد صلاحیتوں کے مالک تھے کہ آج بھی نصف صدی کے قریب زمانہ گذر جانے کے باوجود ان کے بلند خیالات واحساسات اور مستقبل کے حالات وخطرات پر ان کی گہری نگاہ اور دور اندیشی حقیقت پر مبنی تھی جس سے ہم آج بھی استفادہ کر سکتے ہیں۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان بفضلہٖ تعلیمی وتدریسی اور فلاحی بہت سے تبلیغی امور انجام دے رہی ہے لیکن ضروری ہوگا کہ ہماری بیدار مغز سیاسی قیادت دیگر دینی قوتوں کو متحد کر کے قیام پاکستان کے اصل مقصد نفاذ اسلام کو اولین حیثیت دیتے ہوئے اسلاف کی طرح سرگرم عمل ہو جائے تا کہ ملکی سالمیت کے خلاف سازشوں کو ناکام بنایا جائے۔

بقیہ مولانا محمد رمضان یوسف سلفیؒ

ہے جنہوں نے فکر معاش کو کبھی افکار کی تبلیغ میں رکاوٹ نہیں بننے دیا۔ رمضان یوسف سلفی نے کم عرصہ میں جتنا تحریری وتصنیفی کام کیا ہے یہ ہر لحاظ سے بہت زیادہ داد وتحسین اور تعریف کے لائق ہے۔

۳۔ محمد زاہد ہاشمی الازہری

مولانا محمد رمضان سلفیؒ اپنے مخصوص اسلوب نگارش کی بناء پر علمی' دینی اور تعلیمی حلقوں میں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ انتہائی مخلص' مشفق اور محنتی انسان ہیں' کام کی خصوصی لگن ودلچسپی آپ کی شخصیت کا خاصہ ہے۔

وفات:

بالآخر وہ وقت آپہنچا جس سے فرار ممکن نہیں اور دور حاضر کا یہ درخشندہ ستارہ اپنے رب کے پاس چلا گیا۔ مؤرخہ ۷ دسمبر ۲۰۱۶ء بروز بدھ کو آپ اس دنیا فانی سے دارالآخرت کی راہ پر گامزن ہوئے۔

اللھم اغفر له وارحمه وارفع درجته فی العلیین والمھدیین○

کارروائی اجلاس حلف وفاداری جمعیۃ اساتذہ پاکستان

بتاریخ ۱۸ دسمبر ۲۰۱۶ء بروز اتوار بوقت ۱۱ بجے مرکز اہل حدیث ۱۰۶ راوی روڈ لاہور کے بڑے ہال میں اس پروقار تقریب کا آغاز حافظ عبدالباسط ظہیر کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ نعت رسول مقبول ﷺ قاری شبیر احمد انجم نے پڑھی۔ اس کے بعد تعارفی نشست میں سب شرکاء نے اپنا اپنا تعارف کروایا۔ بعد ازاں پروفیسر عطاء الرحمٰن ظہیر' جنرل سیکرٹری جمعیۃ اساتذہ پاکستان نے ابتدائی کلمات میں اہداف ومقاصد کو پیش کیا' انہوں نے مزید کہا کہ PEC کے امتحان میں مطالعہ اور اسلامیات کی طرح عربی کو لازمی مضمون کے طور پر شامل کرنا چاہیے۔ مخلوط نظام تعلیم کا خاتمہ کرنا چاہیے۔ اردو کو دفتری زبان قرار دیا جائے۔ نصاب تعلیم اور تعلیمی اداروں کے اندر سے شرک کی آمیزش ختم کر کے توحید وسنت کے خلاف ناپاک عزائم کو ختم کریں۔ ہم یہ کام تربیتی ورکشاپس کے ذریعے کریں گے۔ ان شاء اللہ!

اس کے بعد جمعیۃ اساتذہ پاکستان کے صدر پروفیسر حافظ عتیق اللہ عمر نے سابقہ کارکردگی کا جائزہ پیش کیا۔ تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اس وقت پنجاب کے ۳۲ اضلاع کے ساتھ ساتھ صوبہ کے پی کے اور بلتستان کی نمائندگی ہے۔ عنقریب کشمیر' بلوچستان اور سندھ میں کام شروع کیا جائے گا۔ مرکزی مجلس عاملہ وصوبائی کابینہ اور مرکزی شوریٰ بھی موجود ہے۔ عنقریب اضلاع کی سطح پر تربیتی کنونشن بھی منعقد کیے جائیں گے۔ صوبہ پنجاب کے صدر پروفیسر عثمان ظہیر نے کہا کہ مجھے خوشی ہے کہ میں بھی اس تنظیم کا حصہ بنا ہوں جو نظریہ اسلام کا احیاء کرنے والی ہے۔ اب تک دو ہزار اساتذہ کا ڈیٹا موجود ہے اسے بارہ ہزار تک لے کر جانا ہے۔ پنجاب کے پانچ ہزار' کے پی کے پچیس صد' سندھ سے پندرہ صد' بلوچستان سے ایک ہزار' آزاد کشمیر سے ہزار اور بلتستان سے پانچ صد ممبران شامل ہوں گے۔ پروفیسر عبدالعظیم جانباز نے مالی امور کی طرف توجہ دلائی' رپورٹ پیش کی اور کہا کہ ہمیں اچھے خاصے فنڈ کی ضرورت ہے۔

ناظم دفتر مولانا محمد طارق جاوید نے رسالہ "اہل حدیث" کی اشاعت کی طرف توجہ دلائی اور کہا کہ یہ جماعتی آرگن ہے' یہ رسالہ جمعیۃ اساتذہ اور اہل حدیث اساتذہ کے ہاں جاری ہونا نہایت ضروری ہے۔ پھر ڈویژنل ذمہ داران نے اپنی رپورٹس پیش کیں جن میں لاہور ڈویژن کے جناب فیض اللہ غوری' پروفیسر عقیل احمد خاں ڈی جی خاں' پروفیسر محمد اشرف ندیم ملتان' پروفیسر نصرت علی گوجرانوالہ' عبدالقیوم صابر ساہیوال شامل ہیں۔

بعد ازاں امیر محترم جناب سینیٹر پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ نے ویڈیو لنک کے ذریعہ تمام ذمہ داران سے حلف وفاداری لیا اور فرمایا کہ آپ اپنی ذمہ داریوں کو پورا کریں اور اہداف حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اس پر ذیلی تنظیمات کے ناظم ڈاکٹر عبدالغفور راشد نے جمعیۃ اساتذہ پاکستان کی موجودہ قیادت کا شکریہ ادا کیا اور حلف اٹھانے والوں کو مبارکباد دی اور ان کے لیے دعا بھی کی۔

پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ حلف اٹھانے والوں کو چاہیے کہ جماعت کے ساتھ وابستگی کو یقینی بنائیں۔ اگر مزاج کے خلاف بھی بات آجائے تو اسے برداشت کریں۔

جناب ابرار ظہیر سیکرٹری نشر واشاعت پنجاب نے کہا کہ جماعتی وابستگی کو شعوری طور پر اختیار کریں۔ مفتی کفایت اللہ شاکر نے ڈاکٹر عبدالغفور راشد کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ آپ نے پروفیسر عتیق اللہ عمر اور پروفیسر عطاء الرحمٰن ظہیر کو مقرر کر کے جمعیت پر احسان کیا ہے جنہوں نے تھوڑے عرصے میں تنظیم کو منظم کر دیا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر امان اللہ بھٹی اور حاجی عبدالرزاق نے بھی خطاب کیا اور کہا کہ آپ اپنے طلبہ میں توحید وسنت کے عقائد اور سوچ وفکر پیدا کریں۔ حافظ محمد سلیم بٹ نے بھی خطاب کیا۔

آخر میں ڈاکٹر عبدالغفور راشد نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ میں نے بہترین ٹیم کو میدان میں اتارا ہے' ان کی محنتیں میری توقع سے بڑھ کر ہیں۔ ہم اللہ کی رضا کے لیے یہ کام کرتے ہیں' جب تک زندہ رہیں گے جماعت کے ایسے کام کرتے رہیں گے۔ اپنے اندر اخلاق حسنہ پیدا کریں اور اپنے آپ کو کم یا زیادہ کمزور نہ سمجھیں اور کہا کہ ہم سب کارکن ہیں اور مرکزی جمعیت کے کاز کو آگے بڑھانا ہے۔

جمعیۃ اساتذہ پاکستان کے اس نمائندہ اجلاس میں مرکزی جمعیۃ اہل حدیث کی مرکزی قیادت پر اظہار اعتماد' برما' شام' کشمیر وفلسطین کے مسلمانوں سے اظہار یکجہتی' نصاب تعلیم کو اسلام اور نظریہ پاکستان سے ہم آہنگ' اساتذہ کے حقوق' خواتین اساتذہ کے شرف کی بحالی' اساتذہ کے محکمانہ مسائل کا حل' حرمین شریفین کے تقدس' عربی زبان کے فروغ' اردو زبان کے نفاذ کی قراردادیں بھی پیش اور منظور کی گئیں۔

رپورٹ: محمد طارق جاوید ناظم دفتر جمعیۃ اساتذہ پاکستان

ماہانہ درس قرآن

⊙ دارالعلوم تقویۃ الاسلام مدرسہ غزنویہ' ۴ شیش محل روڈ لاہور میں مؤرخہ ۱۶ جنوری ۲۰۱۷ء بروز پیر بعد نماز مغرب جناب پروفیسر حافظ ثناء اللہ خاں (پونچھ روڈ) لاہور درس قرآن ارشاد فرمائیں گے۔ مستورات کے لیے پردہ اور حاضرین کے لیے تواضع کا معقول انتظام ہوگا۔ ان شاء اللہ۔

الداعی الی الخیر: سید جنید غزنوی مہتمم دارالعلوم لاہور

مولانا محمد رمضان یوسف سلفی رحمہ اللہ

تحریر جناب مولانا افتخار احمد الازہری

۴ دسمبر ۱۹۶۷ء تا ۷ دسمبر ۲۰۱۶ء تک کا سفر حیات

۷ دسمبر ۲۰۱۶ء بروز بدھ بعد نماز مغرب مولانا رمضان یوسف سلفی صاحب وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! بار بار پڑھنے اور بار بار اللھم اغفر لہ وارحمہ' اللھم اغفر لہ وارحمہ پڑھنے کے علاوہ کچھ نہ کر سکا۔

موت تو ایک اٹل حقیقت ہے جس سے راہ فرار نہیں لیکن کچھ لوگوں کی موت انمٹ نقوش اور گہرا صدمہ دے جاتی ہے۔ سلفی صاحب کے ارتحال سے بھی راقم کو بڑا گہرا صدمہ ہوا' کیوں نہ ہوتا کہ وہ جماعت کے ان چند نامور نادر مؤرخین میں سے تھے جو اس وقت جماعت کے اہل علم حضرات کی حیات مسعودہ کو اپنے قلم سے محفوظ فرما رہے تھے جو عام وخاص تمام کے لیے ایک مشعل راہ ہے۔ اللہ ان کی جہود ومساعی کو قبول فرمائے اور ان کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین! یارب العالمین!

آپ کسی دینی مدرسہ کے باقاعدہ سند یافتہ تو نہیں تھے صرف اپنے مطالعہ اور قلمی ذوق یہ مقام حاصل کیا۔

مؤرخ اہل حدیث:

جماعت اہل حدیث کی تاریخ اور اہل حدیث علماء کی حیات پر کام کرنے والوں میں ایک نام محمد رمضان یوسف سلفیؒ کا بھی ہے جو کہ ایک ممتاز اہل قلم' سنجیدہ فکر صحافی اور سب سے بڑھ کر ایک عظیم انسان تھے۔ دوستوں کے دوست اور انتہائی سادہ طبیعت کے حامل تھے۔ جب بھی راقم کا فیصل آباد جانا ہوتا تو ان کے ہاں حاضر ہوتا اور چائے ضرور پیتا۔ سلفی صاحب اس مختصر سی نشست سے اکثر کتابوں' مضامین اور جماعتی ساتھیوں کا تذکرہ کرتے رہتے تھے۔

اہل حدیث یوتھ فورس نے ۱۹۹۰ء میں سیرت النبی ﷺ کے حوالہ سے نوجوانوں میں مضمون نویسی کا مقابلہ ایک کروایا جس کا موضوع تھا ''رسالت مآبؐ کا عالم شباب'' سلفی صاحب نے بھی اس مقابلے میں حصہ لیا اور نمایاں پوزیشن حاصل کی۔ یہ ان کی پہلی تحریر تھی جس سے ان کے اندر کا لکھاری جاگا' مطالعہ کو وسعت دی اور آہستہ آہستہ لکھنا شروع کیا۔ مؤرخ اہل حدیث محترم بھٹی صاحب کے نقش قدم پر چل نکلے اور جماعت کا کام کیا۔

ان کے قلمکار بننے کا دوسرا سبب جماعت غرباء اہل حدیث کے امیر مولانا عبدالرحمٰن سلفی ﷾ کے وہ مضامین مقدمات ہیں جو انہوں نے ان کو خطوط یا ان کی کتب کے مقدمات میں ان کے لیے لکھے جس سے حوصلہ افزائی پاکر سلفی صاحب نے مزید لکھنا شروع کیا اور بالآخر ایک نامور قلمکار کے طور پر اپنی پہچان کروائی۔

ایک جگہ مولانا عبدالرحمٰن سلفی ﷾ فرماتے ہیں:

''محمد رمضان سلفی صاحب کے نام اور کام سے تمام جماعتی احباب اچھی طرح واقف ہیں۔ وہ دور حاضر میں جماعت کے بہترین لکھنے والوں میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو تحریر وتصنیف کا عمدہ ذوق عطا فرمایا۔ انہوں نے مضمون نگاری کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف میں بھی خاطر خواہ کام کیا۔ رمضان سلفی صاحب کی تحریر میں پختگی' شگفتگی' سلاست اور معلومات فراوانی کے ساتھ ساتھ عقیدے کی اصلاح اور اردو ادب کی چاشنی بھی پائی جاتی ہے۔''

حقیقت بھی یہی ہے کہ حوصلہ افزائی انسان کے لیے بھی اہمیت رکھتی ہے جس سے انسان بڑے سے بڑا کام کر جاتا ہے۔ اگر بڑے اپنا دست شفقت رکھیں تو اب بھی کئی ایسے نوجوان ہیں جو اس میدان میں جماعت کا کام کر رہے ہیں وہ مزید بے لوث ہو کر کام کریں گے۔ بلکہ میں یہاں ایسے جماعتی احباب اور مخیر حضرات کو مشورہ دوں گا کہ سلفی صاحب کو اللہ نے بڑی صلاحیت دی تھی لیکن وہ حصول روزگار میں کافی پریشان رہے' اس کے باوجود انہوں نے بہت عظیم کام کیا۔

جماعت کے لیے خدمات:

سلفی صاحب کے قلم میں زور تھا اور یہ ہی ان کی طاقت تھی اور اسے انہوں نے جماعت کے علماء کرام کے حالات قلم بند کرنے اور نوجوانان اہل حدیث کو ان کے اکابر کی حیات طیبہ سے روشناس کرانے اور نادر ونایاب معلومات دینے میں صرف کیا تا کہ وہ بھی اسی نہج پر چل کر جماعت کی خدمت کر سکیں اور لوگوں کے لیے مشعل راہ بن سکیں۔ کیونکہ سلف صالحین کا ذکر خیر کرنا عین قرآنی اسلوب کے مطابق ہے۔

یعنی ان نفوس مبارکہ کا تذکرہ کرو تا کہ لوگ ان کی حیات مبارکہ سے سبق حاصل کریں۔

سلفی صاحب نے جماعت کے مختلف رسائل وجرائد میں بہت سے مضمون لکھے۔ ترجمان الحدیث' اہل حدیث' صحیفہ اہل حدیث' المنبر اور مجلہ بحر العلوم بطور خاص معروف ہیں۔

اہل علم کے آپ کے بارے میں تاثرات:

محترم محمد رمضان سلفی صاحب اہل علم کی نظر میں بڑے قابل احترام تھے' مختلف علماء کرام نے آپ کے بارے میں تعریفی کلمات کہے ہیں جن میں سے چند ایک بطور اقتباس پیش کرتا ہوں:

۱۔ مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹیؒ

میانہ قد' مناسب خدوخال' مہمان نواز' اہل علم کے قدر دان ہم ذوق لوگوں سے میل ملاقات رکھنے والے' سادہ مگر صاف ستھرا پہناوا' پڑھنے لکھنے کے شائق' مولانا محمد رمضان یوسف سلفی اگرچہ ان معنوں میں مولانا نہیں ہیں جن میں یہ لفظ بولا جاتا ہے لیکن ان کی تحریری سرگرمیوں کا دائرہ خاصا وسیع ہے۔ قلم وقرطاس سے رابطہ قائم کیا اور مقالہ نگار ومصنف کے طور پر شہرت پائی۔ اللہ ان کو خوش رکھے اور دین کی خدمت کی زیادہ سے زیادہ خدمت کے مواقع فراہم کرے۔

۲۔ مولانا عبدالعظیم حسن زکیؒ

کچھ لوگ مسائل' مشکلات' کٹھن حالات کے باوجود صرف اپنے لیے نہیں جیتے بلکہ ان کی ہمہ وقت کوشش یہ رہتی ہے کہ کچھ نہ کچھ علمی واصلاحی ودینی کام ہوتا رہے' ان میں ایک نام مولانا محمد رمضان یوسف سلفیؒ کا بھی

باقی صفحہ 21 پر

طب و صحت

خاموش قاتل..... بلڈ پریشر

جناب حکیم رفیق احمد صابر

دنیا بھر میں سب سے بڑے خوفناک مرض کی صورت میں سامنے آنے والی دل کی علامت بلڈ پریشر یعنی خون کی نالیوں کا سکڑنا اور پھیلاؤ ہونا ہے۔ سکڑ کے عمل کے دوران وہ خون کو ایک طرف سے جسم کے نظام دوران میں داخل کرتا ہے اور دوسری طرف سے گندے خون کی ایک مقدار پھیپھڑوں کو تازہ آکسیجن حاصل کرنے کے لیے روانہ کرتا ہے۔ اس کے بعد وہ تھوڑی دیر آرام کرتا ہے یعنی خون کو جسم اور پھیپھڑوں کی جانب روانہ کرنے کے بعد ایک مختصر عرصہ کے لیے اپنے آپ کو ڈھیلا چھوڑ دیتا ہے۔

یہ نظام اگر انسانی جسم میں ایک نظم و ضبط اور تسلسل سے جاری رہے تو انسان صحت مند کہلاتا ہے لیکن اس نظم و ضبط میں جب کبھی اور جہاں کہیں بھی خرابی واقع ہوتی ہے تو مرض رونما ہو جاتا ہے۔ دل انسانی جسم کو خون کی صورت میں غذا مہیا کرنے کا کام انجام دیتا ہے۔ یہ عضو رئیس بھی ہے۔ یہ اپنے پمپ کے دباؤ اور حرکت کی صورت میں 57cc خون اپنی ہر حرکت پر نالیوں میں پھینکتا ہے۔ دورانِ خون میں تین اشیاء یا عوامل کارفرما ہیں، جو یہ ہیں:

(1) خون کا دباؤ (2) خون کا بہاؤ

(3) رکاوٹ

خون کا دباؤ:

خون میں دباؤ کی وجہ سے رطوبات (پلازما) کی کمی ہوتی ہے اور شریانوں میں اس کا بہاؤ سست ہوگا، خون گاڑھا ہوگا اور شریانوں میں اس کا گزر مشکل ہوتا چلا جائے گا۔ خون کے بہاؤ میں ایک دوسرا مانع پلازما یا رطوبات خون میں لحمی اجزاء کی موجودگی ہے لیکن پانی کی قلت انتہائی اہم ہے جبکہ پانی کی نسبت رطوبت خون کی اہلیت 5-1 تا دگنا ہوتی ہے گویا جوں جوں خون گاڑھا ہوگا، اس میں پانی کی مقدار کم ہوگی، خون کا دباؤ زیادہ بڑھے گا

بلڈ پریشر علامات مرض:

شروع میں جب مریض سیڑھیاں چڑھتا ہے یا کوئی سخت محنت والا کام کرتا ہے تو اس کا سانس پھولنے لگتا ہے، سینہ میں بوجھ یا دباؤ کا احساس ہوتا ہے، اس کے علاوہ دردِ سر، بے خوابی اور بے چینی مزاج میں چڑچڑاپن، رنج و غصہ میں مبتلا ہو جانا، دورانِ خون تیز ہو جانا، دماغ میں چھوٹی شریان کا پھٹ جانے سے دماغ کے اندر جریانِ خون ہو کر مریض کو سکتہ یا فالج ہو جاتا ہے۔

بلڈ پریشر اور قانونِ مفرد اعضاء:

بلڈ پریشر بذاتِ خود کوئی مرض نہیں بلکہ یہ خون کے دباؤ میں اتار چڑھاؤ کی ایک علامت ہے۔ نشہ آور چیزوں شراب، چرس، تمباکو کے استعمال سے یہ کیفیت پیدا ہو جایا کرتی ہے۔ کثرت چائے نوشی، رات کو دیر تک جاگنے سے بھی خون کے دباؤ میں اضافہ ہو جایا کرتا ہے اور جو لوگ مرغن اغذیہ استعمال کر کے ورزش نہیں کرتے وہ بھی اس عارضہ کی زد میں آجایا کرتے ہیں۔ خواہشات نفسانی کے غلام اس ناگوار صورت سے دوچار ہو جایا کرتے ہیں۔ مرض کی تین صورتیں ہیں:

① دل کے فعل کی تیزی کی وجہ سے شریانوں میں سکیڑ پیدا ہو جاتا ہے جس سے دورانِ خون میں رکاوٹ پیدا ہو جایا کرتی ہے۔ دل اس رکاوٹ کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے جس سے خون کے دباؤ میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ سانس تنگی سے آتا ہے، دل کے مقام پر درد اور گھٹن محسوس ہوتی ہے اور ساتھ اختلاجی کیفیت بھی ہوتی ہے۔ مریض کے قارورے کا رنگ سرخی مائل بہ سیاہ ہوتا ہے یعنی عضلاتی (خشکی) تحریک ہوتی ہے جس سے خون میں دباؤ بڑھ جاتا ہے۔ اس کے علاوہ پیٹ میں ہوا کا بھر جانا، قبض کا ہونا، سر میں درد، بے خوابی جیسی علامات پیدا ہو جاتی ہیں۔

② جگر کے فعل کی تیزی کے سبب اس کی متعلقہ وریدوں میں سکیڑ پیدا ہو جاتا ہے۔ دل میں تحلیل کی وجہ سے اس کا حجم بڑھ جاتا ہے جس سے خون کے بہاؤ میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے، اس رکاوٹ کو دور کرنے کے لیے نظام بدن خون کے دباؤ میں اضافہ پیدا کرتا ہے جس سے دل کی رفتار سست ہو جاتی ہے، اس کو ہی لازمی بلڈ پریشر کہا جاتا ہے۔

③ دماغ کے فعل میں تیزی ہو کر اس کی عروق کشادہ ہو جاتی ہیں جس سے دل کی حرکت سست پڑ جاتی ہے۔ دل پھول کر طبعی حجم سے بڑا ہو جاتا ہے جس سے دورانِ خون میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے، اس کو بلڈ پریشر کہتے ہیں۔

بلڈ پریشر بڑھانے والے عوامل

ہائی بلڈ پریشر میں عموماً جو اسباب ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں وہ گردوں اور جگر کا سکیڑ، دائمی قبض و تیزابیت، جسمانی و دماغی محنت، آنتوں کی عفونت، کثرتِ نشہ، شراب اور تمباکو نوشی، موسم و ماحول کی تبدیلی اور ہر ایسی علامت جس سے خون میں رطوبات کی کمی واقع ہو جاتی ہے۔

گردوں کی خرابی گردوں کی بیماریاں پریشر کا باعث بنتی ہیں جیسے پیشاب میں پروٹین کا آنا، گردوں میں رکاوٹ، رسولیاں، پتھریاں، سوزش بھی ان کو متاثر کر دیتے ہیں جس سے گردوں میں خرابی پیدا ہو کر پریشر بڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔

تیزابیت و قبض: تیزابیت و قبض کی وجہ سے عضلات میں سکیڑ پیدا ہوتا ہے اور سکیڑ سے خون کے بہاؤ میں رکاوٹ پیدا ہو کر اس میں خون کا دباؤ بڑھ جاتا ہے جس سے بلڈ پریشر کا مرض پیدا ہو جاتا ہے۔

مانع حمل ادویات: حمل کو روکنے والی ادویات نسوانی غدودوں کے جوہروں سے تیار ہوتی ہیں۔ اب یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ باقاعدگی سے یہ ادویہ کھانے والی خواتین کو بلڈ پریشر ہو جاتا ہے۔

عام طور پر بلڈ پریشر میں اضافہ خون کی نالیوں کے الاسٹک کی خرابی یا ذہنی دباؤ سے ہوتا ہے۔ ان خواتین میں اضافہ کی خاص وجہ ان گولیوں کا استعمال ہے۔ گولیوں کے اثرات سے عضلات میں سکیڑ واقع ہوتا ہے جس سے ان میں بلڈ پریشر میں اضافہ، دل کی بیماری اور فالج کے امکانات دوسری عورتوں سے زیادہ ہوتے ہیں۔

مقوی ادویات اور بلڈ پریشر: مردی کمزوری کے لیے استعمال کی جانے والی ادویات سے دل کی نالیوں کی بندش کے باعث دل کا دورہ پڑنے کے حادثات دیکھنے میں آئے ہیں۔ امریکہ کے ڈاکٹروں نے جو مقوی باہ دوائی ''ویاگرا'' نامی تیار کی ہے اس کے مضر اثرات کا

پوری دنیا میں ایک شور پیدا ہو گیا ہے۔ خود امریکہ میں گزشتہ چند برسوں میں کم از کم ہزاروں افراد کو دل کا دورہ پڑا ہے۔

مرغن کھانے: غیر ہضم شدہ غذا سے خون گاڑھا ہو جاتا ہے جس سے شریانیں تنگ اور بے لچک ہو جاتی ہیں، اس حالت میں غذا کو ہضم کرنے کے لیے دل کو زیادہ خون پمپ کرنا پڑتا ہے اور اس طرح خون کا دباؤ بڑھ جاتا ہے جو بلڈ پریشر کا باعث بن جاتا ہے۔

ماحول: ماحول بھی ہماری صحت پر اپنے اثرات مرتب کرتا ہے۔ ذہنی دباؤ، تھکن اور اعصابی تناؤ کی کیفیت پیدا کر کے پریشر میں زیادتی کا باعث بنتے ہیں۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ شور بلڈ پریشر میں اضافہ کرتا ہے۔ آس پاس میں شور ہو یا ہمسایہ سے آنے والی آوازیں بھی پریشر میں اضافہ یا بے آرامی کا باعث ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر لوگ خاموش اور پرسکون علاقوں میں رہنا زیادہ پسند کرتے ہیں اور شور وغل ٹریفک کی آوازیں گاڑیوں کی دھمک بے سکونی سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔

علاج: خون کے دو بڑے اجزاء ہیں: ایک ذرات خون۔ دوسرا رطوبت خون۔ ذرات خون کی بھی دو اقسام ہیں۔ ایک سرخ ذرات، دوسرے سفید ذرات، رطوبت کا سیال بیرونِ خلیات کا ایک حصہ ہے اور یہ سیال جو اندرونِ خلیات ہوتا ہے اس میں پانی کی قلت ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اس کے علاج میں رطوبت (پلازما) کو پیدا کیا جائے جس سے خون میں رطوبت کی قلت ختم ہو اور خون اپنی مقررہ مقدار میں جسم میں اپنا کام سرانجام دے سکے۔ قانونِ صابر کے مطابق یہ غدی مرض ہے لہٰذا اس کا اعصابی ادویہ واغذیہ سے علاج کیا جائے۔

غذائی علاج: مجدد طب حکیم انقلاب فرماتے ہیں کہ اس مسلم حقیقت سے کوئی صاحب بصیرت انکار کی جرأت نہیں کر سکتا کہ انسانی زندگی کے قیام اور صحت کاملہ کا دارومدار کھانے پینے اور ہوا پر ہے۔ اس اہم پروگرام میں غذا کو بے پناہ اہمیت حاصل ہے۔ کیونکہ غذا سے جو طاقت پیدا ہوتی ہے وہ اس صرف شدہ قوت کا بدل بنتی ہے جو انسان روزمرہ کے فرائض کی انجام دہی میں صرف کرتا ہے۔ بعض لوگوں میں کثرت محنت کی وجہ سے قوت بدنی کے زیادہ خرچ ہونے کے سبب تحلیل واقع ہو جاتی ہے۔ ان میں سے بعض دماغی محنت کرتے ہیں جس سے اعصابی دباؤ بڑھ کر پٹھے کمزور ہو جاتے ہیں۔ بعض لوگ جسمانی محنت تو نہیں کرتے اور اپنی نشست طلبی کے باوجود کھانے پینے کے بہت دلدادہ ہوتے ہیں۔ کثرت غذا کے سبب ان لوگوں کے گردے اور جگر اپنے وظائف مفوضہ کی انجام دہی سے قاصر ہو جاتے ہیں جس سے بدن کے اہم اعضائے جسمانی میں ضعف لاحق ہو کر صحت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچتا ہے۔ پس ہر انسان کے فرائض حیات کو سامنے رکھ کر اس کے لیے ایسی غذا کا تعین ضروری ہے جسے استعمال کر کے وہ اپنی روزمرہ کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو کر صحت مند اور تندرست رہے۔ یہ امر ماہرین کے نزدیک متفق علیہ ہے کہ پہلے انسانوں اور حیوانوں میں خون کی پیدائش غذا کی مرہون ہوتی ہے۔ خون پیدا کرنے میں کسی بڑے بڑے ٹانک حیاتین یا دیگر قوت پیدا کرنے والی ادویات کا کوئی عمل دخل نہیں۔ اس کے ساتھ یہ بات بھی یاد رہے کہ غذا اگر بھوک کے بغیر کھائی جائے تو اس سے خون کی پیدائش کے بجائے جسم میں تعفن وخمیر پیدا ہوگا جس سے معدی عوارض جنم لیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قانونِ مفرد اعضاء کے حاملین مطب میں آنے والے ہر مریض کو اس امر کی ہدایت کرتے ہیں کہ جب تک شدید بھوک پیدا نہ ہو اس وقت تک کھانا نہیں کھانا چاہیے کیونکہ اس سے مریض کے جسم سے خمیر اور عفونت کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور مریض شاہراہِ صحت پر گامزن ہو کر کامل شفا سے ہمکنار ہو جاتا ہے۔

ہائی بلڈ پریشر کے مریض کیلئے غذائی چارٹ

ناشتہ: تلبینہ (جو کا دلیا شہد+ دودھ کی مدد سے تیار)، حلوہ گاجر، حلوہ کدو، ساگو دانہ کی کھیر، کسٹرڈ، اُبلے ہوئے چاول، ہریرہ، مغز بادام، سویاں دودھ والی، دودھ جلیبیاں، اسپغول کی کھیر، مربہ سیب، مربہ گاجر۔

کھانا: مولی، گاجر، کدو، توری، اروی، شلجم، ٹینڈیاں، چقندر، دال ماش، دال مونگ، خرگوش، سری پائے، مغز بکرا۔

مصالہ جات: سالن میں کالی مرچ اور دھنیا، زیرہ سفید ڈال کر دیسی گھی میں پکائیں۔

پھل: کیلا، گرما، شکر قندی، گنڈیریاں، مسمی، ناشپاتی، خربوزہ۔

نوشابہ جات: دودھ، رس گنا، شربت بزوری، شہد کا شربت، شربت نیلوفر، شربت صندل، ناریل کا پانی، تازہ پتلی لسی، کیلے کا ملک شیک، انار کا جوس۔ مسمی کا جوس۔

سلاد: کھیرا، مولی، گاجر، چقندر، امرود۔

نوٹ: ذیابیطس کے مریض اپنے معالج کی ہدایت پر عمل کریں۔

مجربات: غذائی علاج کے ساتھ مجربات کو بھی ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ ذیل میں چند اہم نسخہ جات قلمبند کیے جا رہے ہیں۔

عوامل قلبی: کشتہ ابرک سفید 4 تولہ، گلوکوز 4 تولہ، لعبی شورہ ایک تولہ، الائچی سبز ایک تولہ۔

ترکیب تیاری: تمام ادویہ کو نہایت باریک کر کے اعلیٰ قسم کا کشتہ اس میں ڈال کر محفوظ کر لیں بس تیار ہے۔

مقدار و طریقہ استعمال: ایک ماشہ صبح شام منہ میں رکھ کر چٹائیں یا نیم گرم دودھ سے استعمال کریں۔

فوائد: ہائی بلڈ پریشر کو منٹوں میں سکون مہیا کرتا ہے۔ خفقان دل کی گھبراہٹ، سانس پھولنا اور پیاس کی شدت کو ختم کرتا ہے۔

تریاق فشار: اسرول آدھا تولہ، صندل سفید 5 تولہ

ترکیب تیاری: تمام ادویہ کو نہایت باریک سفوف بنا لیں۔ 4 رتی سے ایک ماشہ دن میں چار بار عرق گاؤزبان پانچ تولہ کے ساتھ استعمال کریں۔

جوارش شفائی: مربہ سیب 5 تولہ، مربہ گندر، کشنیز خشک 5 تولہ، الائچی خورد 2 تولہ، صندل سفید 2 تولہ، گلِ سُرخ 2 تولہ، شہد سہ چند۔

تمام ادویہ کو معروف طریقہ سے جوارش تیار کر لیں اور 6 ماشہ سے ایک تولہ تک دن میں دو سے چار بار تک کھلائیں۔

❀❀❀❀❀

مولانا عبدالرشید ہزاروی کی عمرہ سے واپسی

⊙ مولانا عبدالرشید راشد ہزاروی شیخ الحدیث مدرسہ دارالحدیث اوکاڑہ ۲ نومبر ۲۰۱۶ء کو عمرہ کی سعادت حاصل کرنے اور بیت اللہ کی زیارت کے لیے اپنے بیٹے بشیر احمد کے ساتھ گئے اور مدینہ منورہ میں بھی حاضری دی' نیز حرمین شریفین کی عظیم شخصیات سے بھی ملاقات ہوئی اور اس بابرکت سفر سے ۲۸ نومبر کو الحمد للہ بخیریت واپس تشریف لائے۔ ایئرپورٹ پر ان کے بیٹوں' کثیر تعداد میں علمائے کرام اور احباب جماعت نے بھرپور استقبال کیا۔

دعا گو: عبداللہ یوسف ناظم مدرسہ دارالحدیث اوکاڑہ

کارروائی اجلاس مرکزی کابینہ AYF پاکستان

اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان کے حالیہ انتخاب کے بعد مرکزی صدر اور سیکرٹری جنرل نے کابینہ مکمل کر لی ہے۔ اس کا باقاعدہ پہلا اجلاس مرکزی سیکرٹریٹ 106 راوی روڈ لاہور میں 25 دسمبر 2016ء کو صبح 10:30 بجے منعقد ہوا۔ ملک بھر سے مدعوین تشریف لائے جس کیلئے مولانا عطاء الرحمٰن حقانی پہلے کی طرح اپنی نیم کے ساتھ مستعد نظر آئے۔ یہ اجلاس صدر حافظ فیصل افضل شیخ کی صدارت میں مرکز کے میٹنگ ہال میں 11:30 بجے شروع ہوا۔ اجلاس کی کارروائی کا آغاز سیکرٹری جنرل پروفیسر حافظ محمد عامر صدیقی نے کیا۔ حافظ محمد قسیم شیخوپوری کی تلاوت کے بعد سیکرٹری جنرل نے تمام شرکاء کا شرکت پر شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ آپ موسم کی خرابی کے باوجود مرکز میں پہنچے جس پر ہم آپ کے مشکور ہیں اور مرکز نے آپ کی جماعتی وابستگی اور تنظیمی خدمات کے اعتراف میں آپ کو مرکزی کابینہ کا ممبر چنا ہے۔ امید ہے کہ آپ اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے جماعت کی بہتری اور استحکام کیلئے ہماری امیدوں پر پورا اتریں گے۔ یہ ذمہ داریاں دستور میں موجود ذمہ داریوں کی روشنی میں دی گئی ہیں' کوئی نیا عہدہ یا منصب متعارف نہیں کروایا گیا' اسی کے ساتھ پہلی شق پر گفتگو کیلئے صدر کو دعوت دی گئی۔

حافظ فیصل افضل شیخ: نے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنے عزم کا اظہار کیا کہ میں ایک ورکر بن کر یوتھ فورس کی خدمت کروں گا' نوجوانوں کی جماعت کی ازسرنو بہتری کیلئے ایک نئی تحریک برپا کریں گے' مسلک اہل حدیث اور شعائر اہل حدیث کے تحفظ اور عظمت کیلئے کام کریں گے' یہ عہدہ بطور ذمہ دار اور ورکر کے نبھاؤں گا اجلاسوں میں ہم وہی پاس کریں گے جس ہر عمل در آمد ہو سکے جو ایجنڈا زیر بحث لائیں گے اس پر عمل بھی آپ کو نظر آئے گا۔ انہوں نے کہا کہ میں اپنے آپ کو ہر وقت احتساب اور تجاویز کیلئے تیار رکھوں گا۔ حافظ فیصل افضل نے کہا کہ مرکزی دستور 1985ء کا تیار شدہ ہے جس میں حافظ شاہد امین صاحب کے دور میں کچھ ترامیم کے بعد اشاعت کی گئی تھی لیکن اس کے بعد اس کی اشاعت نہیں ہو سکی' اس میں اب بھی بہت ساری شقیں وضاحت طلب ہیں۔ اضلاع کا مرکزی شوریٰ میں کوٹہ' مختلف شہروں اور اضلاع کے تنظیمی کام کی تقسیم کار' صوبائی تقسیم کار' مجلس عاملہ اور مرکزی کابینہ میں اضافہ' ضلعی اور مرکزی الیکشن کے ضابطہ اخلاق اور طریقہ کار جیسی بہت ساری باتوں کا دستور میں واضح کرنا ضروری ہے۔ اس میں حافظ عامر صدیقی' سیف اللہ کمیر پوری' حافظ قسیم' قاری الیاس' دانیال شہاب' قاری حسن سلفی' ڈاکٹر عبدالکریم' اکرم شہزاد' مطیع الرحمٰن باجوہ' سرفراز فاروقی نے اپنی اپنی آراء و تجاویز میں کہا کہ دستور پندرہ سال پرانا ہے اس کا ازسرنو جائزہ لیا جائے یہ ہماری بنیادی کتاب ہے اسے شائع کر کے ہر کارکن تک پہنچایا جائے' اس میں اصلاح و تربیت کا بھی مواد شامل کیا جائے' قرآن و حدیث کے علاوہ ہر چیز پر بحث ہو سکتی ہے۔ آئندہ کے اہداف کا تعین اور تربیتی امور کے لیے کمیٹی بنائی گئی جس کے نگران اعلیٰ حافظ فیصل افضل شیخ اور نگران حافظ عامر صدیقی جبکہ پروفیسر مطیع الرحمٰن باجوہ' سیف اللہ کمیر پوری' حافظ ڈاکٹر مسعود اظہر' مولانا ابراہیم محمدی' قاری محمد حسن سلفی خورشید خان اور ڈاکٹر عبدالکریم ندیم' عبدالوحید بٹ' مولانا عثمان خالد معاون ہوں گے۔ جو تین ماہ میں اپنی سفارشات مرتب کر کے کابینہ کے سامنے پیش کریں گے پھر مجلس شوریٰ سے منظوری کیلئے اسے پیش کیا جائے گا۔

اسی دوران مہمانان خصوصی امیر پنجاب حافظ عبدالستار حامد اور ڈاکٹر عبدالغفور راشد اجلاس میں تشریف لائے جنہیں مرکزی سیکرٹری جنرل نے خوش آمدید کہا۔

پھر امیر محترم پروفیسر ساجد میر نے ویڈیو لنک کے ذریعے مرکزی کابینہ سے حلف لیا اور مختصر خطاب کیا۔

حضرت الامیر علامہ پروفیسر ساجد میر مدظلہ: میری خواہش تھی کہ میں اجلاس میں شریک ہوتا لیکن مجبوری کی بناء پر نہیں آسکا۔ میں نے ہمیشہ کہا ہے کہ یوتھ فورس ہمارا ہراول دستہ ہے' یہ ہمارے دست و بازو ہیں۔ یوتھ فورس جماعت کا اثاثہ ہے' میں یوتھ فورس کی خدمات کی قدر کرتا ہوں۔ جو دوست ناراض ہو کر جماعت سے الگ ہوئے ہیں ہم آج بھی منتظر ہیں کہ وہ مرکز اور جماعت کی بالادستی کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے مرکز سے وابستہ ہو جائیں' ہم انہیں جماعت کی ٹھنڈی چھاؤں سے محروم نہیں کریں گے یہ جماعت کا ذیلی ونگ ہے جو کہ جماعت کیلئے باعث فخر ہے۔ آپ جماعت کو مضبوط کریں اور جماعت کے بہترین معاون ثابت ہوں۔ میری دعائیں ہمیشہ آپ کے ساتھ رہیں گی۔

حافظ پروفیسر عبدالستار حامد: امیر پنجاب نے اپنے مختصر خطاب میں کہا کہ میں آپ کو مرکزی کابینہ میں نئی ذمہ داری ملنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہ عہدہ اصل میں ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ جسے کسی معاملہ میں ذمہ دار بنایا گیا وہ بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا۔ یہ عہدے فرائض اور ذمہ داریاں ہیں جن کی ادائیگی کیلئے ہمیں کمربستہ ہو جانا چاہیے۔ ہماری جماعت میں کسی کو کوئی تنخواہ نہیں ملتی ہر کارکن اور ذمہ دار لوجہ اللہ کام کرتا ہے۔ آپ خوش نصیب ہیں کہ آپ دین حق کا کام کر رہے ہیں' اگر آپ کی کوئی ستائش کرے اس کی مہربانی ہے ورنہ ہمیں دنیا والوں کی ستائش کو مطمع نظر نہیں بنانا بلکہ اپنے اللہ کی خوشنودی کیلئے مسلک اور جماعت کا کام کرنا ہے۔

پروفیسر عبدالغفور راشد: ناظم ذیلی تنظیمات نے اپنے خطاب میں کہا کہ میں طبعاً خوش مزاج ہوں لیکن تقریر میں مزاح پسند نہیں کرتا' میں نے سابقہ صدر اور جنرل سیکرٹری سے بھی کہا تھا کہ میں آپ کو پھولوں کی طرح رکھوں گا۔ میں ہر بات متعلقہ فورم پر کرنے کی تلقین کرتا ہوں۔ نوجوان ہر قوم کی بنیادی ضرورت ہوتے ہیں' یہ قوموں کے عروج کیلئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں یہ جماعتوں کیلئے جسم میں روح کا درجہ رکھتے ہیں۔ میں 40 سال سے جماعت سے وابستہ ہوں بطور طالب علم، یوتھ فورس کے کارکن اور جماعت میں مختلف ذمہ داریاں نبھا چکا ہوں اور نبھا رہا ہوں' آپ نوجوان ہیں اور ہمارا اثاثہ ہیں' ہمارے دل کی دھڑکن اور ہمارا سہارا ہیں' جوانی میں ہر شخص بڑے بڑے کام کر سکتا ہے اگر یہ نوجوان بہک جائے تو گناہ بھی بڑے کرتا ہے انہوں نے طائف کا واقعہ سنا کر دلیل دی کہ وہاں کے سرداروں نے نوجوانوں کو بہکا کر آپ کے پیچھے لگا دیا جو آپ کو پتھر مار رہے تھے اور آپ لہولہان ہو کر بے ہوش ہو کر گر گئے وہ بہکے ہوئے جوان تھے پھر انہیں میں سے 9ھ کو طائف سے آنے والے وفد میں 15 سالہ عثمان بن عمرو بھی تھا جو مسلمان ہو کر مسلمانوں کا سپہ سالار بن کر برصغیر میں اسلام کی دعوت لے کر آئے۔ آج بھی برصغیر کی سرزمین نوجوانوں کی مقروض ہے جن کے جواں جذبوں سے اسلام یہاں تک پہنچا۔ 90ھ میں محمد بن قاسم آئے تو وہ بھی نوجوان تھے آؤ اپنے مرکز سے وفادار اور صالح نوجوان بن کر قرآن و سنت کی بالادستی کیلئے میدان عمل میں اتر و میں آپ کے ساتھ ہر طرح کے تعاون کیلئے تیار ہوں۔

دوسری شقوں پر بحث کے بعد متفقہ طور پر طے پایا کہ کارکنان کی علمی، تنظیمی، ذاتی اور پبلک ڈیلنگ کے حوالے سے تربیت کی جائے گی۔ تربیتی نشستوں کا اہتمام ڈویژنل سطح پر اور ضلع کی سطح پر ہوگا اور اس کیلئے ایک بھرپور نصاب بھی مرتب کیا جائے گا۔ کارکنان کا تزکیہ نفس کر کے جماعتی وابستگی کی تعلیم و تربیت دی جائے گی۔ صوبائی ذمہ داران تحصیلوں اور اضلاع کے صدر، سیکرٹری اور کابینہ کی رپورٹ مرکز میں دیں گے۔ جماعتی بیداری کے بعد شاندار انداز سے رکن سازی کی مہم چلائی جائے گی۔ آخر میں صدر نے سابقہ اور موجودہ مالیاتی رپورٹ کابینہ کے سامنے پیش کی اور بتایا کہ حضرۃ الامیر نے بھی ایک لاکھ کا عطیہ دیا ہے ہم آپ کو رمضان المبارک میں فنڈ کیلئے کہتے ہیں لیکن آپ یوتھ فورس کے معاملات کو چلانے کیلئے بھرپور تعاون کا سلسلہ شروع کریں۔ کئی ایک ذمہ داران نے موقعہ پر ہی مرکزی ناظم مالیات میاں عامر ظہیر کو اپنے اپنے عطیات جمع کروائے اجلاس کے آخر میں تمام شرکاء کیلئے پرتکلف ضیافت کا اہتمام کیا گیا تھا۔

اجلاس میں عبدالوحید بٹ، مولانا ابراہیم محمدی، عبدالوحید عاصم، حافظ سلمان اعظم، مولانا اسماعیل عتیق، مولانا عبدالغفور جہلمی، راشد ایوب، حافظ محمد یوسف اور آصف نور اعوان اپنی نجی مجبوریوں کی بناء پر اجلاس میں شرکت سے قاصر رہے۔

پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

رپورٹ: قاری محمد حسن سلفی سیکرٹری اطلاعات

اخبار الجماعۃ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع قصور کا نیا نظم

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سینیٹر پروفیسر ساجد میر حفظ اللہ نے اپنے دستوری اختیارات کے تحت صوبائی قیادت سے مشاورت کے بعد مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع قصور کے لیے درج ذیل نامزدگیاں کی ہیں:

سرپرست: میاں محمود عباس (پتوکی) امیر: حاجی عبدالرشید اصغر (کھڈیاں)

ناظم: قاری محمد صدیق شاکر (جھمبر) خازن: حاجی محمد ابراہیم (الہ آباد)

ان ذمہ داروں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اپنی کابینہ مکمل کر کے جماعتی ترقی واستحکام کے لیے سرگرمیاں تیز کریں اور مرکز کو آگاہ کریں۔ والسلام وعلیکم! ..... (پروفیسر حافظ عبدالستار حامد..... امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب)

اسلامک ویلفیئر ٹرسٹ UK کی خدمات

⊙ اسلامک ویلفیئر ٹرسٹ UK نے جام پور، اللہ آباد، کوٹلہ مغلاں، کوٹلہ دیوان، چوٹی زریں، بکھرواہ اور درخواست جمال میں بڑے سیلاب ۲۰۱۰ء سے اب تک ان علاقہ جات میں ۱۱۴ نلکہ جات، ٹیوب ویل، موٹر پمپ وغیرہ مساجد، مدارس، سکول، عام شارع، بستیوں اور غریب مسکین لوگوں کے گھروں میں پانی کا انتظام کر کے دیا اسلامک ویلفیئر ٹرسٹ UK کے نمائندے گذشتہ دنوں حاجی آفتاب احمد انصاری، مولانا قاری محمد اعظم عارف جام پور تشریف لائے۔ اس موقعہ پر مولانا قاری محمد اعظم عارف نے مرکز اہل حدیث جام پور میں خطاب فرمایا جسے عوام نے بے حد پسند فرمایا۔ مولانا یٰسین راہی امیر ضلع راجن پور اور احباب جماعت ویوتھ فورس نے اسلامک ویلفیئر ٹرسٹ کے رہنماؤں کا جام پور دورہ کرنے پر شکریہ ادا کیا۔ اسلامک ویلفیئر ٹرسٹ نے نلکہ جات کے علاوہ جام پور میں جماعت کو مسجد بھی تعمیر کروا کر دی۔ اللہ تعالیٰ اس ٹرسٹ اور اس کے چلانے والوں کو مزید ترقیاں عطا فرمائے، آمین!

منجانب: محمد اسماعیل ساجد ڈپٹی سیکرٹری جام پور

دعائے صحت کی اپیل

⊙ اہل حدیث یوتھ فورس صوبہ سندھ کے صدر چوہدری خالد محمود ادریس کی اہلیہ محترمہ اور بیٹا ٹریفک حادثے میں شدید زخمی ہو گئے ہیں جس سے ان کی اہلیہ کی ایک ٹانگ ضائع ہو گئی ہے اب جنرل ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں۔ قارئین کرام سے ان کی شفائے کاملہ عاجلہ اور نافعہ کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور خصوصی دعاؤں کی اپیل ہے۔

منجانب: عطاء الرحمٰن حقانی، ناظم دفتر AYF پاکستان

نامزدگیاں

⊙ اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان کے صدر حافظ فیصل افضل شیخ نے قاری محمد اکرم ربانی کو اہل حدیث یوتھ فورس ضلع ساہیوال کا جنرل سیکرٹری اور قاری عمر فاروق شاکر کو اہل حدیث یوتھ فورس تحصیل چیچہ وطنی کا صدر نامزد کیا ہے۔

منجانب: حافظ عامر صدیقی، جنرل سیکرٹری AYF پاکستان

سیرت النبی ﷺ کانفرنس

⊙ ۱۲ ربیع الاول کو نماز عشاء جامع مسجد اہل حدیث اڈا گڑھی گوندل سیالکوٹ میں سیرت النبی ﷺ کانفرنس کا انعقاد زیر صدارت جناب ملک محمد منیر اعوان ضلعی امیر، زیر نگرانی جناب قاری خورشید عالم امیر تحصیل سیالکوٹ کیا گیا۔ کانفرنس سے مولانا عبدالغفور طاہر اور مولانا محمد اکرم بھٹوی نے سیرت النبی ﷺ پر بڑے جامع اور مدلل خطابات فرمائے۔ کانفرنس خطابات وحاضری کے اعتبار سے کامیاب رہی۔

منجانب: ڈاکٹر عبدالسمیع، ناظم نشر واشاعت تحصیل سیالکوٹ

تبلیغی واصلاحی دروس قرآن

⊙ مرکزی جمعیت اہل حدیث واہگہ ٹاؤن لاہور کے زیر اہتمام، زیر صدارت مولانا مشتاق احمد فاروقی امیر واہگہ ٹاؤن، زیر نظامت مولانا عبدالرحمٰن کاظمی ناظم واہگہ ٹاؤن تبلیغی واصلاحی دروس قرآن کا شیڈول درج ذیل ہے:

۱۱ جنوری بروز بدھ جامع مسجد اقصیٰ مسلم آباد لاہور، قاری محمد یونس عابد

۱۲ جنوری بروز جمعرات ..... جامع مسجد حرمین شریفین داروغہ والا لاہور، حافظ عتیق الرحمٰن علوی

۱۳ جنوری ..... جامع مسجد مبارک اہل حدیث محمود بوٹی لاہور، مولانا حافظ محمد بلال

۱۴ جنوری ہفتہ ..... جامع مسجد آل امام الدین اہل حدیث آصف کالونی لاہور، قاری محمد شریف

۱۵ جنوری بروز اتوار ..... جامع مسجد بلال اہل حدیث چوک چٹی کھوئی کرول، حافظ تنزیل الرحمٰن عثمانی

۱۶ جنوری پیر ..... جامع مسجد بیت الرحمٰن اہل حدیث گرین پارک، مولانا مشتاق احمد فاروقی

منجانب: خورشید احمد خلیق، ناظم تبلیغ واہگہ ٹاؤن لاہور

ضرورت رشتہ

⊙ بیٹی عمر 25 سال تعلیم میٹرک، عالمہ فاضلہ کورس، برادری غفاری، ہم پلہ رشتہ درکار ہے، شیخوپورہ، حافظ آباد، گوجرانوالہ سے سرپرست رابطہ کریں۔

⊙ بیٹی عمر 24 سال تقریباً تعلیم بی اے غفاری برادری ہم پلہ رشتہ درکار ہے، شیخوپورہ، حافظ آباد، گوجرانوالہ سے سرپرست رابطہ کریں۔

رابطہ: (مولانا) شبیر حسین عثمانی، خطیب جامع مسجد ابوذر غفاری

0321-6844694 - 0343-4999011

اپیل برائے مسجد

نباہو والا نزد ڈاکخانہ کنگن پور تحصیل چونیاں ضلع قصور میں مسلک اہل حدیث کی کوئی مسجد نہیں اور اب مسجد کے لیے 13 مرلے کا پلاٹ خریدا ہے۔ جس کا انتقال بنام ''جامع مسجد عمر بن الخطابؓ اہل حدیث'' ہو چکا ہے۔ مقامی جماعت صرف سات گھروں پر مشتمل ہے جو کہ اکثر مزدور طبقہ ہے اور پلاٹ کی قیمت ادا نہیں کر سکتے۔ لہٰذا جماعتی احباب سے گذارش ہے کہ دل کھول کر اس کار خیر میں تعاون فرمائیں تاکہ یہ سلسلۂ خیر پایۂ تکمیل کو پہنچے اور دین حنیف کی اشاعت وترویج کا کام ہو سکے۔

رابطہ

حافظ علی اکبر 0300-4516495

ظفر اقبال 0306-4340286

نیشنل بنک برانچ الہ آباد قصور، کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 4135149727 برانچ کوڈ: 2116

اظہار تعزیت

⊙ پچھلے دنوں جماعت کی اہم شخصیتیں انتقال کر گئیں۔ ان میں علامہ عبدالعزیز حنیف اسلام آباد، بابائے عربی مولانا محمد بشیر سیالکوٹی، مولانا محمد رمضان یوسف سلفی، مولانا محمد امجد اجمل شامل ہیں۔ مولانا محمد ابراہیم میر پوری چیئرمین اسلامک ویلفیئر ٹرسٹ برمنگھم (برطانیہ) نے مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کے ساتھ ساتھ ان کے پسماندگان سے گہری ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ (ادارہ)

مولانا ورالله وانق سیالکوٹی کو صدمہ

⊙ میرے بھائی منظور احمد جو نہایت متدین اور مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ساتھ وابستگی رکھتے تھے، تقریباً ایک سال سے فالج میں مبتلا تھے، وہ مؤرخہ ۲۹ دسمبر ۲۰۱۶ کو قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! قارئین کرام مرحوم کے لیے مغفرت کی دعا فرمائیں۔ (ادارہ)

اظہار تعزیت

⊙ مولانا محمد اکرم شہزاد (صدر AYF ضلع لیہ) کے نانا جان بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

⊙ حاجی محمد یعقوب ڈھلوں (چک نمبر 407 تحصیل چوہارہ) کے بھائی محمد یوسف ڈھلوں (مرحوم) کی اہلیہ بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

محمد وسیم آصف سندھو ناظم نشر و اشاعت AYF ضلع لیہ

عرصہ 47 سال سے مسجدوں کی خدمت میں پیش پیش

مکمل ایمپلی فائر خود تیار کردہ دستیاب ہیں۔

نام ہی کافی ہے

گولڈن

ایمپلی فائیر لاؤڈ سپیکر (رجسٹرڈ)

مساجد کے لئے خصوصی رعایت

امپورٹڈ U.P.S بھی دستیاب ہیں۔

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائیر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔
یونٹ، مائیک ہارسٹینڈ اور متعلقہ سپیئر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

چوک نیائیں نزد سٹی کالج گوجرانوالہ
0300-6430739
055-4213430

الکرم لاؤڈ سپیکر اینڈ ایمپلی فائر

نئی وائی دستیاب ہے

نئے لاؤڈ سپیکر کی مکمل وائی دستیاب ہے۔

ایمپلی فائیر جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ (نئی وائی)

فضل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیائیں گوجرانوالہ
055-4212804,4226706-0300-6430029

محمد ذیشان ربانی
0343-6007696

مساجد اور مدرسوں کیلئے خصوصی رعایت

پروپرائیٹر ایم اکرام مغل (مالک مکینک)

سپر سٹار

ایمپلی فائیر لاؤڈ سپیکر اینڈ ساؤنڈ سسٹم

0333-8294645
055-4237974
0312-7343693

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائیر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔
یونٹ، مائیک ہارسٹینڈ اور متعلقہ سپیئر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

حافظ آباد روڈ چوک نیائیں نزد فضل مارکیٹ گوجرانوالہ

Al-Fatah
Loud Speaker Amplifier

الفتح ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر

نیو ایمپلی فائر کی بہترین وائی دستیاب ہے

ہمارے ہاں نئے و پرانے ایمپلی فائر، یونٹ، مائیک، ہارن، طوطی ہارن، سٹینڈ، U.P.S، کالم سپیکر بازار سے رعائت خریدیں نیز مرمت کو الیفائیڈ مکینک کے پاس تشریف لائیں۔

پروپرائیٹر محمد عثمان

Mob 0321-7432246
Mob 0334 7967107
Ph 055-4230167

نیائیں چوک نزد سٹی کالج گوجرانوالہ

جوہر نایاب

جدید طبی ریسرچ

مایوس ہونا گناہ ہے۔

بے اولاد حضرات کے لئے قومی شفاخانہ نے 30 سالہ طبی ریسرچ کے بعد ایک ٹانک "جوہر نایاب" تیار کیا ہے۔ اسے استعمال کر کے اپنی تازہ رپورٹ کے ساتھ ملیں۔ ان شاء اللہ رپورٹ اچھی ہوگی۔

0345 6213064

جناب محترم
مولانا
عطاء الرحمٰن عامر
جوائنٹ سیکرٹری جمعیۃ اساتذہ پاکستان

اور

جناب محترم
مولانا
محمد شعیب حامد
جنرل سیکرٹری جمعیۃ اساتذہ ضلع فیصل آباد

کو

امسال حج بیت اللہ کی
سعادت حاصل کرنے پر
مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

منجانب
جمعیۃ اساتذہ پاکستان

فیئر کاسمیٹکس پروڈکس
فشل، ملتانی مٹی، بلیچ، ریمور ساشے اور جار مکمل ورائٹی

ڈائریکٹر
حافظ عثمان سلفی
0301-4573390
0345-4891685
0334-4136617

ہر تحصیل اور ضلع سے
ڈسٹری بیوٹر درکار ہیں
جو جماعتی بھائی فارغ ہوتے ہیں
وہ اپنے علاقہ کی ڈسٹری بیوشن لیکر فائدہ اٹھا سکتے ہیں

میٹرک پاس 4 سال اور مڈل پاس 6 سال میں درس نظامی + بی۔اے

ابو ہریرہ (فری) شریعہ کالج

داخلہ: 5 اپریل تا 30 اپریل 2017

میٹرک کا امتحان دینے والے طلباء داخلہ لے سکتے ہیں تاہم فیل ہونے کی صورت میں انہیں فارغ کر دیا جائے گا۔

نوٹ: پریکٹیکل دینے والے طلباء رخصت لیکر پریکٹیکل دے سکیں گے۔

ابو ہریرہ شریعہ کالج کے امتیازات

- کمپائن نصابِ تعلیم کا بانی
- تفسیر فہم القرآن دیگر کتب کا ناشر
- پاکستان میں تحریک دعوت توحید کا محرک
- ماہنامہ مجلّہ پیغامِ توحید کا پبلشر

مڈل پاس طلباء کیلئے

داخلہ: 15 فروری تا 15 اپریل 2017

ابو ہریرہ (فری) اسلامک ہائی سکول

- قیام وطعام کا انتظام بذمہ ادارہ
- عربی گرائمر اور ترجمہ قرآن مجید
- سکول کی تعلیم کے ساتھ نماز کا ترجمہ، صبح وشام کی مسنون دعائیں

زیر نگرانی: سید محمد جمیل (جزؤ) چیئرمین ابو ہریرہ خدمت ٹرسٹ اقبال ٹاؤن لاہور

میاں محمد جمیل
پرنسپل ابو ہریرہ شریعہ کالج 37۔کریم بلاک اقبال ٹاؤن لاہور
0333-4566379-0332-8010901-0301-4876430-0305-4036012

کاشف منظور ہیڈ ماسٹر ابو ہریرہ اسلامک ہائی سکول، متصل مسجد حضرت طلحہؓ
0321-6484963
0300-6499268
ایم اے پنجاب یونیورسٹی، ایم اے، فاضل علوم اسلامیہ P-بلاک لاہور موٹروے سٹی نزد کوٹ عبدالمالک شیخوپورہ روڈ

صدقہ جاریہ
فیض احمد فیدار
سُنید فیملی
سعودی عرب

عظیم خوشخبری سرزمین شیخوپورہ میں

عظیم الشان قرآن انسٹیٹیوٹ کا قیام

جس میں قرآن مجید کا طریقہ تلاوت، ترجمہ وتفسیر، ضروری سورتوں کا حفظ لڑکے، لڑکیوں اور فیملیز کیلئے الگ الگ Morning/Evening (صبح وشام) کلاسز کا اہتمام کیا گیا ہے اس عظیم الشان منصوبہ کے

افتتاح

کیلئے

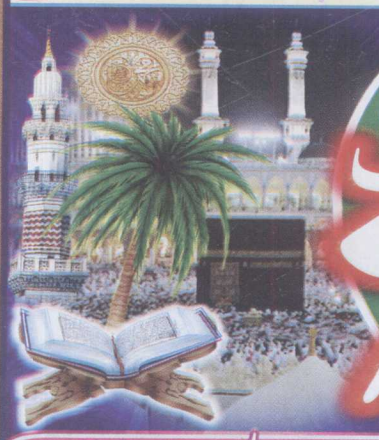

6 جنوری کا 2017ء

افتتاحی خطبہ جمعہ المبارک

بمقام

جامع السنید عقب قصر سلطان شادی ہال شیخوپورہ

خطبہ جمعہ

فضیلۃ الشیخ ملک کی نامور علمی شخصیت جناب محترم **علامہ قاری صہیب احمد میر محمدی** حفظہ اللہ

علوم قرآن پر دسترس رکھنے والے عظیم مذہبی سکالر

فاضل مدینہ یونیورسٹی

مدیر ادارۃ الاصلاح بونگہ بلوچاں
رئیس مجلس تحقیق پیغام TV پاکستان

ارشاد فرمائیں گے

نماز جمعہ کے فوراً بعد خصوصی خطاب

مجاہد ملت محسن جماعت عالمی مذہبی رہنما جناب محترم **ڈاکٹر حافظ عبدالکریم** صاحب حفظہ اللہ

MNA ڈی جی خاں

ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیۃ اہلحدیث پاکستان

چیئرمین اسٹینڈنگ کمیٹی برائے مذہبی امور قومی اسمبلی پاکستان

مجلس استقبالیہ

محمد منشا — ندیر احمد انصاری — عبدالغفار — محمد سہیل اشرف — عبدالرزاق MPA X

خالد اظہر — عابد — اعجاز احمد — عبدالمجید حاجی سپر سٹور — محمد نواز

مجلس شاورت

عبدالرحمن — محمد قسیم — محمد بابر اسلامی — توحید الرحمن — ابوبکر

زید الحسن — محمد فاروق — محمد نعیم ربانی — طاہر الحسن — محمد وسیم مغل

برائے رابطہ

عبدالباسط شیخوپوری
ناظم تبلیغ مرکزی جمعیۃ اہلحدیث پاکستان
0300/0333/0321
8807434

احباب کرام کھانے کا وسیع انتظام ہوگا
خواتین کیلئے بھی کھانے کا انتظام ہوگا

صدقہ جاریہ
عام
0321/0302/0332-4596975

Weekly AHL- E - HADITH
CPL No 116
106, Ravi Road Lahore (54000)
E-Mail: weeklyahlehadith@yahoo.com
WEBSITE: www.ahlehadith.org
Head Office:
Tell. 042-37729933
Fax: 042-37725525
Weekly Ahl-e-Hadith
042-37720257
Paigham T.V:
042-37722876

ہم محترم جناب

میاں محمد ندیم مغل صاحب کو

وائس چیئرمین بلدیہ سٹی ڈسکہ

اور حاجی عبدالحمید صاحب

کونسلر بلدیہ سٹی ڈسکہ بننے پر

مبارک باد پیش کرتے ہیں

منجانب

حافظ عبدالغفار

نائب امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث پنجاب

چیئرمین امن کمیٹی تحصیل ڈسکہ، چیئرمین مصالحتی کمیٹی تھانہ بمبانوالہ

مرکزی جمعیت اہلحدیث واہلحدیث یوتھ فورس تحصیل ڈسکہ

0300-6108531